الصدیقہ

شمارہ نمبر28 - 2025ء

لجنہ اماءاللہ کا علمی، تعلیمی و تربیتی مجلہ

اطاعت خلافت

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

"اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔"

سورۃ آلِ عمران، آیت ۱۰۴

خصوصی شمارہ "اطاعت خلافت"

دس شرائط بیعت

اوّل

بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم

یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم

یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم

یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم

یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہو گا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم

یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرّسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم

یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم

یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردئ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم

یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم

یہ کہ اس عاجز سے عقدِ اخوت محض لِلّٰہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

اداریہ	1
خلافت کی اطاعت: وحدت اور برکات کی کنجی	2
فرمانِ الٰہی	3
فرمانِ رسولؐ	4
فرمان امام الزّماںؑ	5
فرمانِ خلافت	6
اطاعتِ خلافت	7
خلافتِ راشدہ کے دور کے واقعات	12
خلافتِ احمدیہ کے دور کے واقعات	14
خلافت سے وابستگی اور اطاعت کے ایمان افروز واقعات	16
خلفاءِ راشدین	19
خلافت احمدیہ اور اس سے وفا کے تقاضے	23
فارسی کلام، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، الوصیت	29
خلفاءِ احمدیت	30
”حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لینا، یعنی خلافت کو مضبوطی سے پکڑ لینا۔“	35
ملاقات نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ فرانس	41
نظم: سنو! آزاد کیوں نہیں رہتے؟	50
قرآن پاک کی روشنی میں لفظ ”نار“ یعنی آگ	51
”خلافت احمدیہ سے اپنی وفا، اخلاص اور محبت کے رشتے کو مضبوط تر کرتے چلے جائیں“	56
مصنوعی ذہانت کے فوائد اور نقصانات	57
عمرہ، ایک روحانی سفر	59
ناصرات اردو سیکشن	66
نئی صدی کا عظیم عہد	70

Association Musulmane Ahmadiyya de France, Lajna Imaillah France, @lajnafrance

Masjid Moubarak 52-54 Rue Louis et Gérald Donzelle, 95390 Saint-Prix

اداریہ

اطاعتِ خلافت ایک ایسانور ہے جو ہماری زندگیوں کو روشنی بخشتا ہے، ایک ایسا سائبان ہے جو ہمیں ہر طوفان سے بچاتا ہے۔ یہ خلافت کا ہی فیض ہے کہ ہمارے قلوب یکجا ہیں اور ہماری راہیں منور۔ تاریخ گواہ ہے کہ خلافت کی اطاعت نے ہمیشہ امتِ مسلمہ کو نہ صرف ایمان کی بلندیوں پر پہنچایا بلکہ دنیاوی کامیابیوں کی ضمانت بھی بن گئی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں خلافت کی اطاعت کی مثال حضرت صدیقِ اکبرؓ کی خلافت کے ابتدائی دنوں میں نظر آتی ہے۔ جب آپؓ نے مسیلمہ کذاب کے فتنے اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جہاد کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ درحقیقت اطاعتِ خلافت اور دین کی سربلندی کا ایک زندہ ثبوت تھا۔ صحابہؓ نے اس فیصلے کی مکمل پیروی کی، اور نتیجتاً امت کو فتنوں سے محفوظ رکھنے کا راستہ ہموار ہوا۔

لجنہ اماء اللہ جماعت احمدیہ کی وہ تنظیم ہے جس سے حضرت خلیفۃ المسیح کو بے حد توقعات وابستہ ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ لجنہ کو اپنی روحانی، تعلیمی اور تربیتی ترقی میں آگے بڑھنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ لجنہ کی ہر ممبر اگر خلافت سے سچی محبت اور اطاعت کا عملی نمونہ پیش کرے تو نہ صرف اس کی اپنی زندگی میں برکت پیدا ہوگی بلکہ یہ پوری جماعت کی ترقی کا باعث بنے گا۔ حضور انور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہم سے یہی توقع رکھتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی بنیں، اپنی نسلوں کی بہترین تربیت کریں اور خلافت کی سچی وفادار ثابت ہوں۔

رسالہ الصدیقہ کے اس شمارے کی تیاری کے دوران جن بہنوں نے اپنی کاوشوں اور محنت سے کسی بھی طرح حصہ ڈالا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے اور آپ کے قلم کو مزید قوت عطا کرے۔ آمین

جیسا کہ ہم اگلے شماروں کی تیاری کی طرف بھی قدم بڑھا رہے ہیں، تو یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ آپ کے مضامین، نظمیں، اور تخلیقی تحریریں ہمارے لیے نہایت اہم ہیں۔ آپ کی قلمی کاوشیں نہ صرف رسالہ کی زینت بنتی ہیں بلکہ جماعت کی خواتین کے لیے روحانی تربیت کا ذریعہ بھی ہیں۔ اس لیے آپ سب سے درخواست ہے کہ آپ آئندہ شماروں کے لیے بھی اپنی تحریریں ارسال کریں اور اپنے علم و فکر کو دوسروں تک پہنچانے کا ذریعہ بنیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی کامل اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے قلم کو وہ طاقت بخشے جو دلوں میں انقلاب پیدا کر دے۔ آمین۔

سعیدہ سعید
مدیرہ اردو

اردو ٹیم

زیر نگرانی صدر لجنہ اماء اللہ فرانس:
مکرمہ ایناتاتورے

بااہتمام شعبہ اشاعت
نیشنل سیکریٹری اشاعت:
مکرمہ نغزۃ الزہرہ حسنین

مدیرہ حصّہ اردو:
مکرمہ سعیدہ سعید

نائب مدیرہ حصّہ اردو:
مکرمہ آصفہ بدر

اردو ٹیم:
مکرمہ انیلہ راجپوت، مکرمہ آصفہ بدر، مکرمہ خدیجہ خان، مکرمہ عائشہ ایوب، مکرمہ شبانہ زاہد، مکرمہ صدف امتیاز، مکرمہ سمیرہ محمود، مکرمہ شاہزین خالد

کمپوزنگ:
مکرمہ آصفہ بدر، مکرمہ رغیبہ اُسامہ

ڈیزائنگ:
مکرمہ عائشہ ملہی- بلال

مکرمہ ادیبہ علیم، مکرمہ امۃ الصبوح، مکرمہ آصفہ بدر، مکرمہ خافیہ اکرم، مکرمہ سائرہ تحسین

پرنٹنگ:
مکرمہ آئساتابا

اپنی آراء اور سوالات اس ای میل ایڈریس پر بھیجیں۔
ALSIDDIQA@AHMADIYYA.FR

خلافت کی اطاعت: وحدت اور برکات کی کنجی

خلافت کی اطاعت ایک عظیم نعمت اور جماعت کے ہر فرد کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مومنوں کی راہنمائی کے لیے روحانی پیشوا بھیجے، اور خلافتِ احمدیہ ہمارے دور میں اس کی سب سے خوبصورت تجلی ہے۔ ہمارے پیارے امام، حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، مسلسل ہمیں خلافت سے والہانہ وابستگی اور اس کی کامل اطاعت کی اہمیت کی طرف متوجہ فرماتے ہیں، کیونکہ خلافت کی اطاعت کسی جبر کا نام نہیں، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور جماعت کی وحدت واستحکام کا ایک لازمی ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔۔۔" (سورۃ النساء، آیت ٦٠)

خلافت کی اطاعت کا مطلب خلیفۂ وقت کی ہدایات پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ ان ہدایات کو محبت اور وفاداری کے ساتھ اپنانا بھی ہے۔ انہی تعلیمات کے مطابق زندگی گزار کر ہم اپنے ایمان کو مضبوط بنا سکتے ہیں، آپس میں اخوت کو فروغ دے سکتے ہیں اور جماعت کی ترقی کے لیے کوشاں رہ سکتے ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے، اس وقت تک خلافتِ احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔" (الفضل، ١٠-١٧ جون ٢٠٠٥) آپ نے اس بات کی بھی تاکید کی کہ خلافت کی محبت والدین کے ذریعے پروان چڑھتی ہے۔ اگر والدین مسلسل خلافت سے اپنی محبت اور اطاعت کا اظہار کریں گے، تو یہ محبت قدرتی طور پر ان کی نسلوں میں منتقل ہوتی رہے گی۔

خلافت ایک خدائی رحمت، مشکلات میں راہنمائی اور بے یقینی کے لمحات میں سہارا ہے۔ جتنا ہمارا خلافت سے تعلق مضبوط ہوگا، اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی برکات ہمارے ایمان اور روزمرہ زندگی میں ظاہر ہوں گی۔ ہم میں سے ہر ایک کو اطاعت اور اخلاص کا نمونہ پیش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ فرانس کو دنیا کی بہترین لجنہ میں شمار کرے اور ہمیں ان قیمتی اقدار کو آنے والی نسلوں تک منتقل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آیئے! ہم سب اپنے اپنے مقام پر خلافت سے وابستگی کو مضبوط کریں اور اپنی نسلوں اور جماعت کے لیے ایمان واتحاد کی علامت بنیں۔

والسلام
امینا تاتورے
صدر لجنہ اماء اللہ فرانس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فرمانِ الٰہی

سُوْرَةُ النُّوْرِ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠
وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ
بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ۭ وَمَنْ
كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(سورۃ النُور ۲۴ آیت ۵۶)

”تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔“

(سورۃ النُور ۲۴ آیت ۵۶)

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن جب منبر پر اچھی طرح سے بیٹھ گئے تو آپؐ نے لوگوں سے فرمایا: ”بیٹھ جاؤ“، تو (حضرت) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (جو اس وقت مسجد کے دروازے پر تھے) یہ سنا تو وہ مسجد کے دروازے ہی پر بیٹھ گئے، تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا: ”عبد اللہ بن مسعود! تم آجاؤ“۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجمعۃ باب الامام یکلم الرجل فی خطبتہ)
(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل، ۲۰ دسمبر ۲۰۲۴ء)

آپ ﷺ فرماتے ہیں!

اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ

یعنی حصول تقویٰ کے دو بڑے زینے، کان کھول کر ہدایت کا سننا اور ان پر عمل کرنا ہیں۔

(سنن ترمذی، کتاب الایمان کتاب الاخذ بالسنۃ)

فرمان امام الزمانؑ

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

"دیکھو! اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیشرَو کے ہوتا ہے وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے۔ جیسے گھوڑے وغیرہ میں۔ گویا اونٹ کی سرشت میں اِتّباعِ امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کہہ کر اس مجموعی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہوں۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ تمدّنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے۔ پھر اونٹ زیادہ بارکش اور زیادہ چلنے والا ہے۔ اس سے صبر و برداشت کا سبق ملتا ہے۔ پھر اونٹ کا خاصہ ہے کہ وہ لمبے سفروں میں کئی کئی دنوں کا پانی جمع رکھتا ہے۔ غافل نہیں ہوتا۔ پس مومن کو بھی ہر وقت اپنے سفر کے لئے تیار اور محتاط رہنا چاہئے اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۹۳-۳۹۴ ایڈیشن ۲۰۰۳ء)

فرمانِ خلافت

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”کسی بھی قوم یا جماعت کی ترقی کا معیار اور ترقی کی رفتار اس قوم یا جماعت کے معیار اطاعت پر ہوتی ہے جب بھی اطاعت میں کمی آئے گی رفتار میں کمی آئے گی۔ اور الہیٰ جماعتوں کی نہ صرف ترقی کی رفتار میں کمی آتی ہے۔۔۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ تمہارا مطمح نظر، تمہارا مقصد حیات صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا ہونا چاہیے۔ اور یہی کہ جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اور اس کے نظام کے جو احکامات و قواعد اور فیصلے ہیں انکی پابندی کرنی ہے اور اس بارے میں اپنی اطاعت میں بالکل فرق نہیں آنے دینا۔ ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ برکت ہمیشہ نظام جماعت کی اطاعت اور اس کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہی ہے۔“

(خطبہ جمعہ ۲۷ اگست ۲۰۰۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ، آپ کی کامل اطاعت کا دعویٰ تبھی ثابت ہو گا جب آپ کی روحانی فرزند کے ساتھ محبت اور اطاعت کا رشتہ قائم ہو گا۔ اسی لیے تو آپ فرما رہے ہیں کہ سب رشتوں سے بڑھ کر میرے سے محبت و اطاعت کا رشتہ قائم کرو تو تم اب اسی ذریعے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو گے اور پھر اللہ تعالی کی محبت حاصل کرو گے۔“

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں ص ۱۸۱)

اطاعتِ خلافت

مکرمہ مبشرہ نصیر صاحبہ، مجلس سٹراسبرگ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ
کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی
لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ
وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿النور۵۶﴾

”تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔“

قرآن کریم کی اِس آیت میں خلافت کے موضوع کو بیان کیا گیا ہے اِسے آیت استخلاف کہتے ہیں۔اور یہ آیت سورۃ النور میں ہے۔ لیکن نظام خلافت کی اہمیت، اس کی برکات، خلافت سے وابستگی کے تقاضے، اطاعت خلافت اور اس سے متعلق مختلف امور کو مکمل طور پر سمجھنے کیلئے نہ صرف آیت استخلاف کے سیاق وسباق والی آیات کا مطالعہ ضروری ہے بلکہ ساری سورت کا بغور مطالعہ بہت اہم اور مفید ہے۔

7

مضمون کا عنوان کیونکہ اطاعت خلافت ہے اس لئے یہ کہنا مفید ہو گا کہ سورۃ النور کا وہ رکوع جس میں آیت استخلاف ہے یہ اس سورۃ کا ساتواں رکوع ہے اوراس کی سات آیات ہیں اور اس رکوع میں سات مرتبہ اطاعت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ چھ مرتبہ آیت استخلاف سے پہلے اور ایک مرتبہ اس کے بعد۔ مختصراً عرض ہے کہ سات کا عدد تکمیل کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کائنات کا وجود میں آکر مکمل ہو کر اس کا بروئے کار ہونا سات ادوار میں ہوا۔ انسان ارتقاء کے سات ادوار میں سے گزرا۔ رحم مادر میں ابتدائی نقطہ سے مکمل زندہ بچہ بننے تک انسان کو سات مراحل میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ سات ہی آسمان ہیں۔ حج اور عمرہ کے دوران صفامروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کرنی ہوتی ہے اور خانہ کعبہ کا طواف بھی سات چکروں سے مکمل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ہفتہ کے بھی سات دن ہوتے ہیں۔ سورۃ الفاتحہ کی سات آیات ہیں۔ قرآن کریم کی سات ہی منزلیں ہیں۔

آیت استخلاف والے رکوع (جو ساتواں رکوع ہے) میں اطاعت کا لفظ سات مرتبہ استعمال ہونا حکمت سے خالی نہیں ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا ہے کہ مکمل اطاعت کے خمیر سے بنی ہوئی قوم کو ہی خلافت نصیب ہوتی ہے۔ اور اسی کی حامل جماعت برکات خلافت سے مستفیض و متمتع ہو سکتی ہے۔ اطاعتِ خلافت سے عاری اور اس کی اطاعت کے دائرہ سے باہر کھڑی قوم اس خدائی انعام سے محروم رہتی ہے یا محروم کر دی جاتی ہے۔

قبل اس کے کہ اطاعت اور اطاعت خلافت سے متعلق عرض کیا جائے مفید ہو گا اگر خلافت کے ارفع مقام سے متعلق سورت النور سے کچھ بیان کیا جائے۔ سورت النور کے پانچویں رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ ؕ
اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوۡكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوۡقَدُ مِنۡ
شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيۡتُوۡنَةٍ لَّا شَرۡقِيَّةٍ وَّلَا غَرۡبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيۡتُهَا يُضِىۡٓءُ
وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰى نُوۡرٍ ؕ يَهۡدِى اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ
وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ (النور۳۶)

”اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو۔ وہ چراغ شیشے کے شمع دان میں ہو۔ وہ شیشہ ایسا ہو گویا ایک چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے۔ وہ (چراغ) زیتون کے ایسے مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو جو نہ مشرقی ہو اور نہ مغربی۔ اس (درخت) کا تیل ایسا ہے کہ قریب ہے کہ وہ از خود بھڑک کر روشن ہو جائے خواہ اسے آگ کا شعلہ نہ بھی چھوا ہو۔ یہ نور علیٰ نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا دائمی علم رکھنے والا ہے۔“

اس آیت میں اللہ کے نور کو تین چیزوں کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے۔ مصباح یعنی چراغ جو روشنی کا منبع ہے، الزجاجہ یعنی شیشے کا شمعدان جو روشنی کو تیز اور زیادہ روشن کرتا ہے اور مشکوٰۃ یعنی طاق جس میں چراغ رکھا جاتا ہے تاکہ جس طرف روشنی کی ضرورت ہے اسی طرف جائے۔ اس مثال میں مصباح یعنی چراغ جو روشنی کا منبع ہے سے مراد نورِ الوہیت ہے۔ الزجاجہ یعنی شیشے کا شمعدان جو روشنی کو تیز اور زیادہ روشن کرتا ہے سے مراد نبوت ہے۔ اور مشکوٰۃ یعنی طاق جس میں چراغ رکھا جاتا ہے تاکہ جس طرف روشنی کی ضرورت ہے اسی طرف جائے سے مراد خلافت ہے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر)

اس بات سے خلافت کی اہمیت، اس کا ارفع مقام اور بنی نوع انسان کیلئے اس کی ضرورت اور افادیت واضح ہو جاتی ہے۔ اور یہ بات انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ مفید چیز کی طرف دلی رغبت رکھتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف سے پہلے اس حقیقت کو بیان کر دیا تا مومنین کے دل اس کو قبول کرنے کی طرف راغب ہو جائیں۔

یہاں ایک اور بات کا بیان کرنا بھی از حد ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے چوتھے رکوع میں ایک ایسی بات بیان کی کہ جس کی وجہ سے نبوت اور خلافت سے دوری کا امکان ہو سکتا ہے۔ اور وہ ہے واقعہ افک یعنی منافقین کے سردار کی طرف سے آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ اور خلیفہ راشد حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی حضرت عائشہؓ پر جھوٹا اور من گھڑت الزام لگایا گیا۔ اور اسلام کے ان اندرونی دشمنوں نے اپنے اندرونی بغض و عناد کو تسکین پہنچانے کیلئے ایسی ہستی پر الزام لگایا جس کی وجہ سے مومنوں کے دلوں سے نبوت اور آنحضور ﷺ کے بعد ممکنہ جانشین اور خلیفہ راشد سے متعلق کدورت پیدا ہو جائے۔ اور یوں اسلام کمزور ہو جائے۔

یوں ہر زمانہ کے مومنین پر احسان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے خلافت کی برکات سے محروم کر دینے والی، خلافت سے متعلق سرد مہری، بد ظنی، دوری اور اطاعت کے دائرہ سے باہر نکال دینے والی بات کا ذکر چوتھے رکوع میں ہی کر دیا تا جو الٰہی نور، نبوت کی وساطت سے خلافت کی بدولت، خلافت سے وابستگی اور کامل اطاعت سے مل سکتا ہے، اس سے محروم کر دینے والے عوامل سے حقیقی مومن متنبہ رہیں اور اپنے آپ کو ایسے رجحانات، حرکات اور تحریکات سے دور رکھ سکیں اور اپنے دامن کو کلیتاً بچائے رکھ سکیں۔

گویا اللہ تعالیٰ نے الٰہی نور سے مستفید ہونے کا ذریعہ خلافت کو بنایا۔ مگر اس سے بھی پہلے ایسی بات کو بیان فرما دیا جو اس سے محرومی اور دوری کی وجہ بن سکتی ہے۔ کیونکہ جب کسی کے بارے میں بے شک غلطی سے یا جھوٹ پر مبنی بات سے دل میں کدورت پیدا ہو جائے تو پھر انسان اس سے فیض حاصل نہیں کر سکتا۔ خواہ وہ کتنا ہی فیض رساں وجود ہو۔ اور نہ ہی اسکی اطاعت کر سکتا ہے۔

اطاعت کے معنی

لفظ الطَّاعَةُ کے معنی محض فرمانبرداری کے نہیں بلکہ ایسی فرمانبرداری کے ہیں جس میں بشاشت قلب سے اللہ تعالیٰ کے احکام بجالائے جائیں اور ان کے بجالاتے ہوئے انسان کو لذت اور سرور محسوس ہو۔

اسی اطاعت کا عملی نمونہ قرآن مجید میں بھی بیان ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی رؤیا میں اپنے ہی بیٹے کی قربانی کا نظارہ دیکھا اور کامل بشاشت سے اپنے ۱۳ سالہ بیٹے اسماعیل کی قربانی کے لیے تیار ہو گئے اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ نے بھی دلی بشاشت کے ساتھ یہ کہا:

يٰٓاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ (الصّٰفّٰت : ۱۰۳)

”اے میرے باپ! آپ کو جو بھی حکم ملا ہے اسے پورا کریں۔“

میری فکر نہ کریں میں بھی پوری بشاشت سے خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر قربان ہونے کو تیار ہوں۔

امام اور اطاعت امام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”قرآن شریف میں جو یہ آیت آئی ہے

اَفَلَا يَنۡظُرُوۡنَ اِلَى الۡاِبِلِ كَيۡفَ خُلِقَتۡ

آیت نبوت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کے واسطے بڑی معاون ہے۔ اونٹ کے عربی زبان میں ہزار کے قریب نام ہیں اور پھر ان ناموں میں اِبل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے اس میں کیا سِرّ ہے؟ کیوں۔ اِلَى الجمل بھی تو ہو سکتا تھا؟ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جَمَل ایک اونٹ کو کہتے اور اِبل اسم جمع ہے۔۔۔ اونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے۔

دیکھو! اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیش رو کے ہوتا ہے وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے جیسے گھوڑے وغیرہ میں۔

گویا اونٹ کی سرشت میں اتباع امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے **اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ** کہہ کر اس مجموعی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہوں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔" (الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۰ء)

قیامِ خلافت

آیت استخلاف کے علاوہ احادیث میں خلافت علی منہاجِ نبوت کے قیام کی پیشگوئی ملتی ہے۔ جس میں حضور ﷺ نے اپنی وفات کے بعد اور پھر مسلمانوں کے انحطاط، تنزل اور باہمی افتراق کے بعد اسلام کی نشأۃ کیلئے ایک طرف مسیح و مہدی کے ظہور کی نوید سنائی اور دوسری طرف اس کے بعد خلافت علی منہاجِ نبوت کے دوبارہ قیام کی خوشخبری دی۔

تا عالمگیر غلبہ ءاسلام کی مشن کامیابی سے ہمکنار ہو سکے۔ اس کیلئے خلافت سے وابستگی، اطاعت خلافت اور خلافت سے دلی محبت اور وفاداری ایک بنیادی اینٹ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس حقیقت کے عرفان کیلئے خلافت راشدہ اور خلافت احمدیہ کی تاریخ کے اس باب کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ جس میں خلیفہ ء وقت کے ارشادات کی اطاعت اور اس کے منشاء کے احترام کی برکات اور اس کی برکت سے ملنے والی کامیابیوں کا ذکر ملتا ہے۔ اور اس میں اطاعت کے دائرہ سے باہر نکل جانے کی پاداش میں نقصانات، محرومیاں اور نامرادیاں مذکور ہیں۔

خلافتِ راشدہ کے دور کے واقعات

تاریخ اسلام بتاتی ہے کہ خلفاء راشدین میں سے ہر ایک نے ہر خلیفہ وقت سے اطاعت، وفاداری اور عہد بیعت کو کمال انکساری اور وفاداری سے نبھایا۔ عمرؓ کی وفاداری و اخلاص ابو بکرؓ سے عثمانؓ کی ابو بکرؓ اور عمرؓ سے اور حضرت علیؓ کی تینوں خلفاء سے مثالی تھی۔ تبھی تو خدا نے ان کو یکے بعد دیگرے خلیفہ ءراشد بنایا۔

لشکر اسامہؓ کی روانگی

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنی وفات سے قبل حضرت اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں ایک لشکر رومی سرحدوں کی طرف روانہ کیا تھا۔ اس میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسے کبار صحابہؓ شامل تھے۔ مگر روانگی کے بعد حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی وفات ہو گئی۔ یہ لشکر واپس آگیا۔ انتخاب خلافت اور حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی تجہیز و تدفین کے بعد بطور خلیفہ راشد حضرت ابو بکرؓ نے لشکر اسامہ کی روانگی کا حکم دیا۔ تو کبار صحابہؓ بشمول حضرت عمرؓ نے اصرار کے ساتھ مشورہ دیا کہ ارتداد، جھوٹے مدعیان نبوت، منکرین زکوۃ اور مسلح بغاوت کے منصوبوں کے حالات میں لشکر اسامہؓ کو فی الحال روک لیں تا مدینہ پر باغیوں کے ممکنہ حملہ کا مقابلہ کیا جاسکے۔

مگر خلیفہ وقت نے جواباً کہا کہ ابن ابی قحافہ کی کیا مجال کہ خلیفہ بنتے ہی پہلا فیصلہ یہ کرے کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے جس لشکر کو روانہ کیا تھا اسے روک لے۔ اس لشکر کی روانگی کے بہادرانہ فیصلہ کی بدولت باغی قبائل عرب میں مسلمانوں کا خوف اور دہشت پھیل گئی۔ اور مدینہ پر حملہ کی کوئی جرأت نہ کر سکا۔ اور رومیوں کے ساتھ جنگ میں فتح یاب ہو کر فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ مدینہ منورہ واپس لوٹا اور تمام صحابہ کرام پر اس راز کا انکشاف ہوا کہ خلیفہ وقت کا فیصلہ درست اور بابرکت تھا۔

حضرت عمرؓ کی خلافت کی وصیت

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی وفات سے قبل اپنے بعد حضرت عمرؓ کو نامزد کیا۔ تمام صحابہؓ نے اپنے خلیفہ کے فیصلہ کے سامنے سرِ اطاعت جھکا دیا اور سب نے حضرت عمر فاروقؓ کی بیعت کی۔ یہ فیصلہ ساری امت مسلمہ کیلئے حیرت انگیز طور پر بابرکت ثابت ہوا۔ اسلام نے ہر شعبہ زندگی میں مثالی ترقی کی جسے اپنے تو اپنے غیر بھی تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی اطاعت خلافت

حضرت خالد بن ولیدؓ ملک شام کی افواج کے سپہ سالار تھے۔ لیکن آپ نے انکو معزول کر کے عشرہ مبشرہ میں سے حضرت ابو عبید اللہ بن الجراحؓ کو سپہ سالار مقرر کر دیا۔ خالد نے خلیفہ وقت کے فیصلہ کے سامنے بطیب خاطر سر تسلیم خم کیا۔ اور عین جنگ میں فیصلہ پہنچنے کے بعد خلیفہ وقت کے مقرر کردہ سپہ سالار کی ماتحت اسی جوش و جذبہ سے جہاد میں مصروف رہے۔

خلیفہ وقت کے منشاء کے سامنے سر تسلیم خم

آنحضور ﷺ کے زمانہ میں حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ حضرت عمرؓ کا نام نامی آتا تھا۔ اور حضور ﷺ بھی دونوں کو سب سے عزیز جانتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کی تدفین اپنے آقا کے پہلو میں ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے پہلے اپنے صاحبزادے کو حضرت عائشہؓ کے ہاں یہ عرض کرنے کیلئے بھیجا کہ عمر کی خواہش ہے کہ مرنے کے بعد بھی حضور ﷺ اور ابو بکرؓ کے ساتھ ہوں۔ حضرت عائشہ نے کہا: میں نے اپنے لئے یہ جگہ رکھی تھی مگر آج میں ضرور خلیفہ وقت کو اپنے اوپر ترجیح دوں گی۔ حضرت عائشہؓ نے خلیفہ ءوقت کی خواہش پر اپنی خواہش، اپنے باپ اور اپنے خاوند آقا ﷺ کی محبت اور قرب کو قربان کر دیا۔

''کنتُ اُریدہ لنفسی فلأثرنہ الیوم علی (بخاری)

صحابہ کرامؓ نے اللہ کے رسول ﷺ اور خلفائے وقت کے نہ صرف ہر حکم کی دلی بشاشت سے اطاعت کی بلکہ ان کے منشاء کو سمجھتے ہوئے بطیب خاطر ہر حال میں ان سے وابستگی قائم رکھی۔ اسی لئے تو وہ ایک پرچم تلے متحد رہے۔ چند سالوں میں آدھی دنیا پر اسلامی پرچم لہرانے لگ گیا تھا۔

احترام خلافت ملحوظ نہ رکھنے کا انجام

مگر جب اعتصام حبل اللہ نہ رہا۔ خلافت کا وہ احترام جو مومن کا شیوہ ہے اور خلافت کی اطاعت جو ایک مومن کے خمیر میں ہوتا ہے نہ رہی تو افتراق پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ پھر تنزل، انحطاط اور ضعف نے پیر جمالئے۔ مثبت سوچ کی جگہ منفی خیالات نے اپنا جال بچھالیا۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے آخری سالوں میں روز افزوں ترقی سست ہوگئی۔ مسلمانی کا دم بھرنے والے بعض منافقین نے مسلمانوں کو خلیفہ وقت سے بدظن کرنے اور ان کے دلوں میں کدورت بھرنے کیلئے خلیفہ وقت کے خلاف غلط باتیں مشہور کرنے، خلیفہ وقت کے فیصلوں پر نکتہ چینیاں کرکے فتنہ پردازی اور وساوس پھیلانے شروع کئے۔ اس کی وجہ اسلامی دنیا میں فضا مکدر ہو گئی۔ عجیب بے چینی اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو گئی۔

ان حالات کو حضرت حنظلہ الکاتبؓ نے اپنے اشعار میں یوں بیان فرمایا۔ ''مجھے تعجب ہوا ہے ان لوگوں پر جو خلافت کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا رہے ہیں کہ یہ ختم ہو جائے۔ اور اگر یہ ختم ہوگئی تو ہر بھلائی ان سے جاتی رہے گی۔ اور اس کے بعد ذلالت کی گہرایوں میں جا گریں گے۔ اور پھر یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح ہو جائیں گے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں راہ ہدایت سے بھٹکے ہوئے ہیں۔'' چنانچہ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ حضرت حنظلہ الکاتبؓ کی بصیرت افروز تنبیہ سے روگردانی کرنے والوں نے جب خلافت کی قدر نہ کی تو گمراہی، تنزل اور ذلت سے دوچار ہوئے۔

انہی دشمنان خلافت سے متعلق حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا: ''اگر تم نے حضرت عثمانؓ کو کسی قسم کا نقصان پہنچایا اور خلافت کے نظام کو پامال کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا کہ مدینہ کی حفاظت کیلئے جو فرشتے مقرر ہیں وہ مدینہ چھوڑ کے چلے جائیں گے اور وہ تلوار جو اس وقت نیام میں ہے اگر باہر آگئی تو پھر قیامت تک وہ نیام میں نہ جاسکے گی۔'' (تاریخ الخلفاء)

خلافتِ احمدیہ کے دور کے واقعات

خلافت کی ناقدری کا انجام

اللہ تعالیٰ نے پیشگوئیوں کے مطابق مسلمانوں کے تنزل بعد اسلام کی نشأۃ ثانیہ کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور عالمگیر غلبہ اسلام کیلئے آپ کے بعد نظام خلافت کو جاری فرمایا۔ تا کہ اسلام کا سنہری دور پھر آئے۔ نظام خلافت کی بدولت خلافت کی جانثار و وفادار جماعت نے صحابہ کرامؓ کی طرح اطاعت کی روح سے خلیفہ وقت کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے بے مثال قربانیاں پیش کیں۔

لیکن بعض بدقسمت کچھ عرصہ بعد ہی اس حبل اللہ کی ناقدری کرتے ہوئے اطاعت کے دائرہ سے نکل گئے۔
اورآیت استخلاف کے آخری حصہ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ کے مصداق ٹھہرے۔ جن کو پیغامی یا لاہوری کہا جاتا ہے۔ ابتدا میں اکثریت کا دعویٰ کرنے والے آج آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں رہے۔ ان کی ریشہ دیوانیوں، رفتنہ پردازیوں اور وسوسہ اندازیوں کا زہر بعض اوقات کمزور ایمان افراد جماعت میں اثر دکھا دیتا ہے۔

اور وقتاً فوقتاً کئی احمدی خلیفہء وقت کے فیصلوں اور ارشادات کے متعلق اپنے دلوں میں تکدّر اور انقباض پیدا کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے خود بھی برکات خلافت سے محروم رہتے ہیں اور اپنے زیر اثر دیگر احباب جماعت کی روحوں کو بھی روحانی لحاظ سے زخمی کر دیتے ہیں۔ اس لئے خلفائے احمدیت اپنے اپنے دور خلافت میں احباب جماعت کو ایسے خطرات سے متنبہ کرتے ہوئے قیمتی نصائح فرماتے رہے ہیں۔ تا کہ ہم سب احمدی اپنے ایمانوں کو بچا سکیں اور اطاعت خلافت کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے صدق و وفا سے اس حبل اللہ سے وابستہ رہ سکیں اور اس کی برکات سے مستفیض ہو سکیں۔

ذیل میں خلفائے احمدیت کے چند نصائح پیش کی جاتی ہیں۔

خلافت سے وابستگی سے متعلق خلفاء احمدیت کے ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:۔

”چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔“

(خطبات نور ص ۱۳۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

”میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبر ہو، اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں۔“

(الفضل س ۴ ستمبر ۱۹۳۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔

ہمارے لئے ضروری ہے کہ جماعت کے اندر اتحاد اور اتفاق کو ہمیشہ قائم رکھیں اور اس حقیقت کو نظر انداز نہ کریں کہ سب بزرگیاں اور ساری ولایت خلافت راشدہ کے پاؤں کے نیچے ہے۔“

(تعمیر بیت اللہ کے ۲۳ عظیم الشان مقاصد صفحہ ۱۱۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔

”اگر کسی احمدی کو منصب خلافت کا احترام نہیں ہے، اس سے سچا پیار نہیں ہے، اس سے عشق اور وارفتگی کا تعلق نہیں ہے اور صرف اپنی ضرورت کے وقت وہ دعا کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اُس کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔ اسی کے لئے قبول کی جائیں گی جو خاص اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے لکھتا ہے اور اس کا عمل ثابت کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے اس عہد پر قائم ہے کہ جو نیک کام مجھے فرمائیں گے، ان میں مَیں آپ کی اطاعت کروں گا۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۷/جولائی ۱۹۸۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضور انور نے ایک پیغام میں فرمایا:۔۔۔”ایسے بن جائیں کہ خلیفہء وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفہء وقت کے قدموں میں آپ کا قدم اور خلیفہء وقت کی خوشنودی آپ کا مطمع نظر ہو جائے۔“

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر مارچ اپریل ۲۰۰۴)

خلافت سے وابستگی اور اطاعت کے ایمان افروز واقعات

کامیاب زندگی کا راز۔ اطاعت خلافت :۔

ایک مرتبہ ایک معروف احمدی بزرگ جناب نے حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خانؓ سے پوچھا کہ آپ نے جو ایک کامیاب زندگی گزاری اس کا کیا راز ہے؟ محترم چودھری صاحبؓ نے برجستہ جواب دیا۔

Because through all my life, I was obedient to Khilafat.

”کیونکہ میں تمام عمر خلافت کا مطیع رہا۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۹۳ سالہ کامیاب وکامران زندگی عطا فرمائی اور انجام بخیر فرمایا۔ آپ اس اعزاز سے سرفراز فرمائے گئے کہ آپ کو آخری آرام گاہ قطعہ خاص بہشتی مقبرہ ربوہ میں دو خلفائے کرام یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نیز حضرت اماں جانؓ اور دیگر بزرگ افراد خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں نصیب ہوئی۔

خلیفہ وقت کی منشاء کو پورا کرنا اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کی سیرت کا ایک پہلو:۔

۱۹۲۹ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر جلسہ گاہ حضرت مصلح موعودؓ کی افتتاحی تقریر کے وقت ہی چھوٹی پڑ گئی اور حضورؓ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ جلسہ گاہ وسیع کیوں نہ بنائی گئی۔ اس پر حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو خیال آیا کیوں نہ ہم آج رات ہی بھرپور وقار عمل کر کے ۔۔۔ خلیفہ وقت کی خواہش پوری کر سکیں۔ چنانچہ ۔۔۔ حضرت خلیفہ ثالثؒ ایک جفاکش مزدور کی مانند سردیوں کی تمام رات کام کرتے رہے اور ساتھ ہی ساتھیوں کا حوصلہ بڑھاتے رہے۔ آپ خود فرماتے ہیں: ”مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جس وقت جلسہ گاہ بڑی بنائی جا چکی تھی بس آخری شہتیری رکھی جا رہی تھی تو ہمارے کانوں میں صبح کی اذان کے پہلے اللہ اکبر کی آواز آئی...جب حضرت مصلح موعودؓ تشریف لائے تو جلسہ گاہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔“

(ماہنامہ مصباح خلیفہ ثالث نمبر جون جولائی ۲۰۰۸ء صفحہ ۵۶)

اطاعتِ خلافت کے ثمرات :۔

محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے صاحبزادہ محترم احمد السلام صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۴۶ میں ڈاکٹر صاحب ریاضی کے مضمون میں تین سالہ ڈگری حاصل کرنے کے لیے کیمبرج یونیورسٹی برطانیہ آئے۔ انہوں نے یہ ڈگری دو سال میں مکمل کرلی۔ دورانِ تعلیم ڈاکٹر صاحب کے پاس محدود پیسے ہوتے تھے اور وہ صرف سیب اور مکرونی کھا کر وقت گزارتے تھے۔ جب ان کے والد محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کیمبرج یونیورسٹی برطانیہ سے ریاضی کی ڈگری حاصل کر کے پاکستان جانے لگے تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو دعا کے لیے خط لکھا اور پاکستان آنے کی اجازت چاہی۔ حضور نے خط کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ آپ چونکہ تین سالہ سکالر شپ پر گئے ہیں اور ابھی ایک سال رہتا ہے اس لیے وہاں مزید تعلیم حاصل کریں۔ اس پر محترم ڈاکٹر صاحب نے لبیک کہتے ہوئے تعلیم کو جاری رکھنے کا فیصلہ کیا اور حضور کے اس ارشاد کے بعد فزکس کے تین سالہ ڈگری کورس میں داخلہ لیا جو کہ انہوں نے صرف ایک ہی سال میں فرسٹ کلاس ڈگری میں مکمل کرلیا اور فزکس کے مضمون میں ہی عظیم الشان سرچ کے بعد محترم ڈاکٹر صاحب نوبل انعام کے حقدار قرار پائے۔ سبحان اللہ۔ آج معلوم ہوا کہ نوبل پرائز در حقیقت اطاعت کی وجہ سے ہی ملا۔

(مبارک صدیقی، بموقعہ یوم مصلح موعود ۲۴ فروری ۲۰۲۴، بمقام بیت الفتوح، انگلستان)

خلیفہ وقت کے منشاء کو پورا کرنے کا ایمان افروز واقعہ :۔

پاکستان کے ایک سابق وزیر اعظم سر فیروز خان نون کے رشتہ دار ملک صاحب خان نون مخلص احمدی تھے۔ کسی سبب سے وہ اپنے دو بھائیوں یعنی سر فیروز خان اور میجر ملک سردار خان سے ناراض ہوگئے اور تعلقات منقطع کر لئے۔ سارے خاندان پر ملک صاحب خان کا رعب تھا۔ اس لئے اُن سے تو کوئی بات نہ کر سکا۔ سر فیروز خان نون حضرت مصلح موعودؓ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہماری صلح کروائیں۔ حضورؓ نے ملک صاحب خان نون کو طلب کیا اور فرمایا ”اتنی رنجش اور ناراضگی بہت نامناسب ہے۔ آپ پہلے سر فیروز خان صاحب کے پاس جا کر معذرت کریں اور پھر اپنے چھوٹے بھائی میجر سردار خان صاحب سے معافی مانگیں اور پھر آج ہی مجھے رپورٹ دیں۔“ ملک صاحب خان بیان کرتے ہیں کہ حضورؓ کے اس حکم سے میرے دل میں انقباض پیدا ہوا کہ حضورؓ نے ناراضگی کی وجہ دریافت فرمائے بغیر چھوٹے بھائیوں کے سامنے مجھے جھکنے کا حکم دے دیا۔ تاہم میری مجال نہ تھی کہ تعمیل ارشاد میں تاخیر کرتا۔ چنانچہ پہلے سر فیروز خان صاحب کی کوٹھی پر حاضر ہوا وہ بڑی محبت سے میری طرف لپکے اور زار و قطار روتے ہوئے کہنے لگے مَیں قربان جاؤں مرزا محمود پر جنہوں نے ہمارے خاندان پر یہ احسانِ عظیم کیا۔ جب مَیں نے ان سے معافی مانگی تو کہنے لگے آپ میرے عزیز ترین بڑے بھائی ہیں آپ مجھے خدا کے لیے معاف کر دیں... پھر مَیں ان سے بمشکل اجازت لے کر میجر صاحب کے ہاں پہنچا وہ بھی خوشی اور ممنونیت کے جذبات سے مغلوب تھے۔ اُن کے اصرار پر بھی وہاں نہ رُکا کیونکہ حضورؓ نے رپورٹ دینے کا حکم دے رکھا تھا۔ چنانچہ سیدھا حضورؓ کے پاس پہنچا اور سارا ماجرا سُنایا۔ حضورؓ بہت خوش ہوئے اور اپنے پاس بٹھا کر فرمایا: آپ کے لیے میرا یہ حکم دل پسند تو شاید نہ ہوا ہو گا کہ کسی قسم کی تحقیقات کے بغیر ہی آپ کو حکم دے دیا کہ جاؤ اپنی عمر سے چھوٹے بھائیوں سے معافی مانگو، وجہ یہ تھی کہ آپ نے میری بیعت کی ہوئی ہے۔ سر فیروز خان اور میجر سردار خان کے ساتھ تو میرے معاشرتی تعلقات ہی ہیں۔ وہ میرے حکم کے پابند تو نہیں، مگر آپ پابند ہیں۔ پھر حدیث ہے کہ جو اپنے رُوٹھے ہوئے بھائی کو منانے میں پہل کرے گا وہ پانچ سو سال پہلے جنّت میں جائے گا۔ یہ استعارہ کا کلام ہے مگر بہر حال اس حدیث کی رُو سے آپ ایک ہزار سال پہلے جنّت میں جائیں گے۔ پھر سوچ لیں کہ یہ کس قدر فائدہ اور منافع کا سودا ہے۔

(روزنامہ الفضل ۸ دسمبر ۲۰۱۰ء صفحہ ۵ ماخوذ ماہنامہ خالد سیدنا مصلح موعود نمبر ۲۰۰۸ صفحہ ۲۶۴-۲۶۵)

خلیفہ وقت کے حکم کی اطاعت کی برکات:۔

مکرم حافظ عبد الحلیم صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:"ہمارے محلہ میں ایک متمول اور مخلص خاندان رہتا ہے۔ مَیں نے انہیں ایک دن بے تکلفی میں یہ کہا کہ یہ جو آپ کے خاندان کو طرح طرح کی برکتیں اور نعمتیں میسر ہیں میرے خیال میں اس کے پیچھے مسجد کی تعمیر کا اجر شامل ہے۔ انہوں نے کہا اس بات میں تو کوئی شک نہیں لیکن ان فضلوں کے پیچھے ایک اَور بھی اہم بات ہے اور وہ خلیفہء وقت کے حکم کی تابعداری اور نظام جماعت سے وابستگی کا حیرت انگیز نمونہ ہے۔ کہنے لگے خلافتِ ثالثہ کے ایام کی بات ہے کہ ہمارا اپنے رشتہ دار کے ساتھ مکان کا تنازعہ چل رہا تھا۔ جب معاملہ طول پکڑ گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ہمارے والد صاحب کو پیغام بھجوایا کہ مَیں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ یہ مکان فوراً خالی کر دیں۔ چنانچہ آپ فوری طور پر مکان خالی کر کے بچوں اور سامان کو لے کر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ بظاہر کوئی منزل نہ تھی۔ (پھر حالات بدلنے کا ذکر کر کے کہا) تو درحقیقت ان ساری نعما اور خوشحالی کے پیچھے امام وقت کے حکم کی اطاعت کی برکتیں ہیں۔ جس دن بظاہر ہم نے کسمپرسی کی حالت میں مکان کو خیر آباد کہا تھا دراصل وہی دن ہماری خوش بختی اور ترقی کا زینہ بن گیا تھا۔" (الفضل ربوہ ۸ دسمبر ۲۰۱۰ء صفحہ ۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی بے مثل اطاعت:۔

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اطاعت خلافت کا پیکر تھے۔ مکرم ناظر صاحب اصلاح و ارشاد مرکزیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ "آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے کامل عشق تھا۔ بحیثیت عہدیدار بھی جب کبھی حضور کی طرف سے کوئی ارشاد آیا اس کو من و عن تسلیم کیا اور اس پر عمل بھی کیا۔۔۔ کیونکہ آپ کو اطاعت کے معنی بخوبی معلوم تھے آپ تو عشق و وفا کے کھیت کے باغبان تھے اور جانتے تھے جو خلیفہ وقت نے فرمادیا وہی راستہ سیدھا ہے اور اسی میں برکت ہے۔" (تشحیذ الاذہان سیدنا مسرور ایدہ اللہ نمبر ستمبر، اکتوبر ۲۰۰۸ء صفحہ ۲۵)

دعا ہے کہ ہم سب اسلام کی نشاۃ اولیٰ اور نشاۃ ثانیہ میں خلافت کے وفاداروں کی قربانیوں اور وفاداریوں کی مثالوں کو زندہ رکھنے والوں ہوں۔ ہم اور ہماری نسلیں ہمیشہ خلافت کے مطیع رہیں۔ اس حبل اللہ سے وابستہ رہیں۔ اور اس کا حق ادا کرتے رہیں۔ سمعنا و اطعنا کا عملی نمونہ بن جائیں۔ خدا کا خلیفہ ہم سے جان مانگے تو جان وار دیں، مال کا تقاضا ہو تو مال حاضر کر دیں، وقت اور عزت کی قربانی کا مطالبہ ہو تو وہ پیش کر دیں۔ تا خدائے ذو الجلال اور عالم الغیب والشھادہ کی نگاہ میں بھی ہم خلافت کے وفاداروں میں شمار ہوں۔ اور تا کہ خدائے رحیم و رحمٰن قیامت تک خلافت کی برکتوں سے ہمیں متمتع کرتا رہے۔

حضرت ابو بکرؓ

عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب القریشی التیمی

والدہ کا نام: سلمہ بنت صخر   کنیت: صدیق، عتیق

مولد مدفن :-	مکہ، مدینہ
قبول اسلام :-	دعویٰ نبوت کے ساتھ مردوں میں پہلے مسلمان
دور خلافت :-	۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ تا ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ۔ (۶۳۲ء تا ۶۳۴ء) ۲ سال
جنگیں اور فتوحات :-	باغیوں اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ، مسیلمہ کذاب کے فتنہ کا مقابلہ - فتح بحرین، مدائن، شام - ایران و عراق کی فتح کی داغ بیل پڑی
خاص کارنامے :-	حفاظت قرآن - ایک مستند تحریری نسخہ مرتب کرایا - بیت المال کا قیام
ازواج و اولاد :-	۴ شادیاں، ۳ بیٹے، ۳ بیٹیاں
روایات کی تعداد :-	۱۴۲
متفرق امور :-	صاحب الغار - ثانی اثنین - ابو بکر افضل ھذہ الامتہ الا ان یکون نبی (کنوز الحقائق صفحہ ۴)

حضرت عمر بن خطابؓ

بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب

والدہ کا نام : حنتمہ بنت ہاشم

ولادت، وفات، عمر :-	ولادت واقعہ فیل سے ۱۳ سال بعد – وفات – ۲ ذوالحجہ ۔ ۲۳ ھجری – (۵۸۴ء – ۶۴۴ء)، عمر ۶۳ سال قمری
مولد مدفن :-	مکہ مدینہ
قبول اسلام :-	۶ نبوی میں
دور خلافت :-	جمادی الثانی ۱۳ ھجری تا ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ ھجری – (۶۳۴ء تا ۶۴۴ء)۔ ۱۰ سال
جنگیں اور فتوحات :-	فتح شام، ایران، اردن، مدائن، بیت المقدس، جنگ یرموک، قادسیہ، ہندوستان پر پہلا حملہ
خاص کارنامے :-	سن ہجری کا آغاز – باجماعت نماز تراویح، شراب کی حد جاری کی۔ دفاتر اور وزارتوں کا قیام، مسجد نبوی کی توسیع، امیر المومنین کا لقب اختیار کیا
ازواج واولاد :-	۷ شادیاں، ۶ بیٹے، ۳ بیٹیاں
روایات کی تعداد :-	۵۳۹
متفرق امور :-	۲۰ موافقات قرآن – رسول اللہؐ نے محدَّث (ملہم) قرار دیا۔ تعلیم قرآن کے لئے خاص جدو جہد۔

حضرت عثمان بن عفانؓ

بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب

والدہ کا نام : اروی بنت کریز   کنیت : ابو عمر، ابو عبداللہ

ولادت، وفات، عمر :-	۵۷۷ء-۶۵۶ء-۸۲ سال قمری
مولد مدفن :-	مکہ، مدینہ
قبول اسلام :-	بعثت نبوی کے پہلے سال
دور خلافت :-	۱۸ ذوالحجہ تا ۲۳ھ ذوالحجہ-۳۵ھ-۶۴۴ء تا ۶۵۶ء
جنگیں اور فتوحات :-	فتح قبرص-آرمینیہ-نیشاپور-وسط ایشیا کے ممالک، ہند کے بعض علاقوں پر قبضہ۔
	۳ براعظموں پر اسلام کا پھیلاؤ
خاص کارنامے :-	اشاعت قرآن-قراءۃ واحدہ-جمعہ کی پہلی اذان، مالی قربانی میں عظیم مقام
ازواج واولاد :-	۳ شادیاں ۷ بیٹے
روایات کی تعداد :-	۱۴۶
متفرق امور :-	مع اہل و عیال پہلے مہاجر حبشہ-بیعت رضوان میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کی طرف سے خود بیعت کی-

حضرت علیؓ بن ابی طالب

بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب

والدہ کا نام : فاطمہ بنت اسد   کنیت : بوالحسن، ابوتراب

ولادت، وفات، عمر:-	ولادت واقعہ فیل سے ۳۰ سال بعد- وفات ۲۰ رمضان ۴۰ ہجری
مولد مدفن :-	مکہ، کوفہ (عراق)
قبول اسلام :-	بعثت نبوی کے پہلے سال- بچوں میں پہلے مسلمان-
دور خلافت :-	ذوالحجہ ۳۵ھ تا ۲۰ رمضان -۴۰ ہجری -۶۶۱ء تا ۶۵۶ء
جنگیں اور فتوحات :-	جنگ جمل و صفین۔
	فتنہ خوارج کا انسداد- ہند میں فتوحات کا سلسلہ
خاص کارنامے :-	علم نحو کے بانی۔ ہجرت کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوئے
ازواج واولاد :-	۹ شادیاں -۱۴ بیٹے-۱۷ بیٹیاں
روایات کی تعداد :-	۵۰۰
متفرق امور :-	انا خاتم الانبیاء وانت یا علی خاتم الاولیاء- نہج البلاغہ (مجموعہ خطبات)

خلافت احمدیہ اور اس سے وفا کے تقاضے

مکرمہ ازکیٰ حُسّین یوسف، مجلس ۱۹۵اے سُد، نیشنل سیکرٹری تربیت

آج ہم تمام عالم میں عموماً اور عالم اسلام میں خصوصاً ایک انتشار کی کیفیت دیکھتے ہیں۔ ہر طرف ایک آہ وبکا کا منظر ہے، ہلاکتیں ہیں، بے چینی اور بے ضابطگی ہے۔ کہنے کو اسلام دنیا کے عظیم مذاہب میں سے ایک ہے جس کے غلبہ کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے مگر ایک آگ ہے جس نے عالم اسلام کو گھیر رکھا ہے جس میں مسلمان روز بروز دن بدن جلتے جارہے ہیں۔ سکون کی کوئی راہ انکو سجھائی نہیں دیتی ہے، اسکا سبب سوائے اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ یہ سب بٹے ہوئے ہیں۔ ہر ایک اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے بیٹھا ہے۔ کوئی راہنما نہیں ہے جو انہیں ایک مقام پر جمع کر سکے اور اسی وجہ سے ان پر یہ مصیبتیں وارد ہیں جس کا انتخاب خود انہوں نے کیا ہے۔

اسکے برعکس جماعت احمدیہ امن کی پیامبر بن کر دنیا کے سامنے آرہی ہے خدا تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اسلام کا پرچم سربلند کرتے ہوئے ترقی کی منازل طے کرتی جارہی ہے۔ اور یہ سفر پاک مسیح الموعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کی راہنمائی اور آپؑ کے خلفاء کی پیروی میں جاری وساری ہے۔

خلیفہ کا مقام

خلیفہ یا خلافت لفظ 'خلف' سے مشتق ہے، یعنی خلف سے نکلا ہے جو کہ وسیع المفہوم ہے۔ اس کے لغوی معنی نیابت، قائم مقامی اور جانشینی کے ہیں۔ اسلام میں نبوت کی جانشینی میں قائم ہونے والی خلافت کیلئے خلافتِ راشدہ، خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور خلافتِ حقہ' کی اصلاحات رائج ہیں۔

خلیفہ کے معنی اور خلافت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح الموعودؑ فرماتے ہیں کہ، "خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔۔۔ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کو دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذہ خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شھادۃ القرآن روحانی خزائن، جلد ۶ صفحہ ۳۵۳، یوکے ایڈیشن ۲۰۲۱)

خلافت کے معنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یوں بیان کئے ہیں کہ، "خلیفہ کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے سے پہلے کا نائب ہوتا ہے۔ پس وعدہ کی ادنیٰ حد یہ کہ ہر نبی کے بعد اس کے نائب ہوں اور یہ ظاہر کہ جس رنگ کا نبی ہو اگر اسی رنگ میں اسکا نائب ہو جائے تو وعدہ کی ادنیٰ حد پوری ہو جاتی ہے۔"

(خلافت راشدہ، انور العلوم جلد ۱۵: ص ۵۶۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کی پیروی میں احیائے دین کیلئے اس دور میں تشریف لائے جب اسلام بس نام کو رہ گیا تھا اور اسلام مخالف طاقتیں اس پر قلم کے ذریعہ سے پے در پے وار کر رہی تھیں تب اس جری اللہ نے اپنے قلمی جہاد کے ذریعہ اسلام کا خوبصورت چہرہ دکھایا اور آپکے خلفاء آپکے ہی کے مشن کو آگے بڑھاتے رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی یہ سفر جاری رہے گا۔

جیسا کہ آیت استخلاف میں اللہ نے وعدہ فرمایا ہے،
"تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُسنے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔"

(سورۃ النور:۵۶)

اس آیت میں واضح طور پر اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ خلافت کے نظام کو جاری رکھے گا اور اسی کے ذریعہ دین کو تمکنت عطا ہو گی اور جو اس کے ہاتھ پر جمع ہونگے وہ امن پائیں گے۔ مگر یہ نعمت ہمارے اعمال سے مشروط ہے۔
جیسا کہ آیت استخلاف میں ہے، "تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔" کیونکر خلیفہ بنائے گا؟ اس صورت میں کہ، "وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔"

بلاشبہ خلافت ایک عظیم نعمت ہے اور اس نعمت کے قائم رکھنے کیلئے شکرانہ کے طور پر ہم پر بہت سی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کو احسن طور پر نہیں نبھائیں گے تو ہم خدا کی اس نعمت کی ناشکری کرنے والے ہونگے۔

خلیفہء وقت سے وفا کے تقاضے

خلیفہ ٔوقت نبی کے بعد ایک اعلیٰ اور منفرد مقام پر قائم ہوتا ہے جسے خدا تعالیٰ ہی مقرر کرتا ہے اور اسکی ہر طرح سے تائید و نصرت فرماتا ہے۔ خلیفہ نبی کا جانشین ہوتا ہے اس لئے اسکے ہاتھ پر جمع ہونے کا مطلب نبی کے ہاتھ پر جمع ہونا ہے۔

بے شک یہ خداوند کریم کا ایک احسان ہی ہے کہ اس نے ہمیں خلافت کی نعمت عطا فرمائی ہے اور جماعت احمدیہ آج بھی متحد اور منظم ہے ، اسکی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ تمام جماعت امام وقت کے ہاتھ پر جمع ہے۔ اس کے ایک حکم پر اپنی جان، مال اور اولاد تک قربان کرنے سے گریز نہیں کرتی

اور یہ ہمارا فرض بھی ہے کہ ہم اس نعمت کی قدر کریں اور اس سے وفا کا تعلق قائم رکھیں۔ اس وفا کے تعلق کے کچھ تقاضے ہیں جن کو اگر ہم احسن طور پر نہیں نبھاتے تو خلافت سے محبت کے ہمارے دعوے کھوکھلے ہیں۔

حضرت مصلح الموعودؓ کا یہ ارشاد ہمارے خون کو گرما دینے والا ہے، آپؓ فرماتے ہیں کہ:
"کیا تم میں اور ان میں جنھوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے ، کوئی فرق ہے۔ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ، تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا ، تمہاری محبت رکھنے والا ، تمہارے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھنے والا ، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا ، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر انکے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے ، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔ لیکن انکے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔"
(منصبِ خلافت، انوار العلوم مجلد ۲ صفحہ ۱۵۸، ایڈیشن ۲۰۲۱)

جل رہا ہے ایک عالم دھوپ میں بے سائباں
شکر مولیٰ کہ ہمیں یہ سایۂ رحمت ملا

اطاعتِ خلافت

خلافت سے وفا کے تعلق کا اوّلین تقاضا یہ ہے کہ اسکی کامل اطاعت کی جائے ۔ کامل اطاعت کے ضمن میں وہ تمام پہلو شامل ہو جاتے ہیں جو وفا کا عہد نبھانے کیلئے ضروری ہو جاتے ہیں۔ خلیفہ کے ہر چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بجالانا ہمارا فرض ہے کیونکہ حضرت محمد ﷺ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ امام وقت کی اطاعت میری اطاعت ہے۔

حدیث میں ہے کہ نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی بات مانی اس نے میری ہی اطاعت کی۔ اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے گویا میری ہی نافرمانی کی۔ امام تو ایک ڈھال ہے، جس کے پیچھے ہو کر لڑا جاتا ہے اور جس کے ذریعہ سے بچا جاتا ہے۔ پس اگر اس نے تقویٰ اللہ کا حکم دیا اور انصاف کیا تو اسکو اس کا اجر ملے گا اور اگر اس نے کچھ اور کیا تو اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔"
(صحیح بخاری، جلد ۵ صفحہ ۳۱۰، باب ۱۰۹: حدیث نمبر ۲۹۵۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اطاعتِ خلافت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ "چاہئے کہ تمھاری حالت امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسے وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔"
(خطبات نور صفحہ ۱۳۱ خطبہ عید الفطر جنوری ۱۹۰۳)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ آیتِ استخلاف کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ، ”مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ایک وعدہ ہے پیش گوئی نہیں۔ اگر مسلمان ایمان بالخلافت پر قائم نہیں رہیں گے اور ان اعمال کو ترک کر دیں گے جو خلافت کے قیام کیلئے ضروری ہیں تو وہ اس انعام کے مستحق نہیں رہیں گے اور خدا تعالیٰ پر وہ یہ الزام نہیں دے سکیں گے کہ وعدہ پورا نہیں کیا۔“

پھر خلافت کے ذکر کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلفا کے ساتھ دین کی تمکین کرکے وہ اطاعتِ رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔

یہ وہی نکتہ ہے جو رسولِ کریم ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ

مَنْ أَطَاعَ اَمِيْرِي فَقَدْ اَطَاعَنِىْ وَمَنْ عَصَى اَمِيْرِى فَقَدْ عَصَانِىْ

یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔“

(تفسیرِ کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۶۷)

پھر مزید تحریر فرماتے ہیں کہ، ”یوں تو صحابہ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہ بھی حج کرتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں پھر صحابہؓ اور آجکل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟

یہی ہے کہ صحابہؓ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حدِ کمال کو پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریم ﷺ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اس پر عمل کرنے کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ لیکن یہ اطاعت کی روح آجکل کے مسلمانوں میں نہیں۔ مسلمان نمازیں بھی پڑھیں گے روزے بھی رکھیں گے حج بھی کریں گے مگر اطاعت کا مادہ نہیں ہو گا کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا پس جب بھی خلافت ہو گی اطاعتِ رسول بھی ہو گی۔“

(تفسیرِ کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۶۹، سن اشاعت فروری ۲۰۱۰)

تعلق باللہ

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ خلافت کی نعمت مشروط نعمت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ نعمت ان لوگوں کو ہی ملے گی جو اللہ کی عبادت کریں گے اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس نعمت کے مل جانے کے بعد بھی ناشکری کرتے ہوئے احکامِ خداوندی پورے ایمان کے ساتھ نہیں بجا لائیں گے وہ نافرمان ہونگے۔۔

سو ہمارے لئے اس نعمتِ خلافت کا شکرانہ یہی ہے کہ ہم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں توحید پر قائم رہیں۔ اس کا مطلب یہ ہی نہیں ہے کہ بس دل سے مان لیا جائے کہ خدا ایک ہے وہی ہمارا معبودِ حقیقی ہے۔

بلکہ ہمارے اعمال اس بات کے عکاسی ہوں کہ ہم صرف اور صرف اللہ پر توکل کرتے ہیں اور شرکِ خفی سے مکمل طور پر مجتنب ہیں۔

شرکِ خفی وہ باتیں یا کام ہیں جن پر ہم دنیاوی معاملات میں تکیہ کرتے ہیں یا پھر احکامِ خداوندی کی تعمیل میں جو چیز رکاوٹ بن رہی ہو وہ بھی شرک میں آجاتی ہے۔

ہم سب کو اپنا جائزہ خود لیتے رہنا چاہئے کہ کوئی ایسی بات یا فعل ہمارے دین کی راہ میں رکاوٹ تو نہیں بن رہا۔

دنیا کے اسباب بھی ضروری ہیں مگر ہمارا تقویٰ کا معیار ایسا بلند ہو کہ خدا کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہوں ۔ اسکے تمام احکامات کی تکمیل کیلئے کمربستہ رہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ایک دعا ہے ۔ جو اللہ کو پانے کیلئے آپؑ نے لکھی ہے۔ ہمیں بھی اپنے لئے یہ دعا مانگتے رہنا چاہئے۔

آپؑ نے فرمایا کہ ، ”اے میرے قادر خدا ! اے میرے پیارے راہنما! تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہلِ صدق وصفا اور ہمیں ان راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص وہوا۔“
(پیغامِ صلح، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ ۴۳۹)

دین کو دنیا پر مقدم رکھنا

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا مطلب ہے کہ ہم نے اپنی زندگیوں کو خداتعالیٰ کے احکام کے مطابق ڈھالنا ہے اور اپنی اولاد کی تربیت بھی انہی خطوط پر کرنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مکتوب میں فرمایا کہ،
”دنیا کے کام نہ تو کبھی کسی نے پورے کئے اور نہ کرے گا۔ دنیا دار لوگ نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائیں گے کون سمجھاوے جب کہ خداتعالیٰ نے سمجھایا ہو، دنیا کے کام کرنا گناہ نہیں۔ مومن وہ ہے جو درحقیقت دین کو مقدم سمجھے اور جس طرح اس ناچیز اور پلید دنیا کی کامیابیوں کے لئے دن رات سوچتا یہاں تک کہ پلنگ پر لیٹے لیٹے فکر کرتا ہے اور اس کی ناکامی پر سخت رنج اٹھاتا ہے ایسا ہی دین کی غمخواری میں بھی مشغول رہے۔ دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکہ ہے موت کا ذرہ اعتبار نہیں۔“
(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم مکتوب نمبر ۹ صفحہ ۷۲، ۷۳)

ہمیں نہ صرف اپنی عبادتوں کے معیار درست کرنے ہونگے اور اپنے اس عہد بیعت کو کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی اسے نبھانا ہوگا بلکہ اپنی اولادوں اور آنے والی نسلوں کی تربیت بھی دین کے پہلو کو مدنظر رکھ کر کرنی ہوگی۔

خواتین کو اپنے مقام کو سمجھنا چاہئے اور اپنی ذمہ داریوں کا مردوں سے بڑھ کر احساس ہونا چاہئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ احمدی عورتوں کو انکا مقام یاد دلاتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اے احمدی خواتین! میں تم سے توقع رکھتا ہوں، خدا کا رسول تم سے یہ توقع رکھتا ہے، اس رسول ﷺ کا خدا تم سے توقع رکھتا ہے کہ تم اس بات کی پرواہ نہ کرو کہ مرد تمہیں کیا کہتے ہیں اور ہر ایک نیکی کے میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ نئی فتوحات حاصل کرو یہاں تک کہ تمہارے مردوں میں بھی غیرت جاگ اٹھے اور وہ بھی دین کی حمیت میں اور دین کے دفاع میں تم سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔“
(خطاب ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ از کتاب اوڑھنی والیوں کی لئے پھول صفحہ ۲۶۳)

احمدی خواتین نے نہ صرف خود نیکی کے میدان میں ترقی کرنی ہے بلکہ اپنی آنے والی نسلوں کو بھی دین کی خدمت کیلئے تیار کرنا ہے۔ یقیناً ہر ماں اپنی اولاد کی اچھے رنگ میں پرورش کرنا چاہتی ہے لیکن اگر وہ دینی معاملات میں سُست ہے تو اسکا بچہ بھی سُست ہوگا۔ اگر وہ اپنی آنے والی نسلوں کی دینی تعلیم کا اہتمام نہیں کرتی اسے خلافت اور نظام جماعت سے نہیں جوڑتی تو وہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کرنے والی شمار ہوگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عورتوں کو تربیت اولاد سے متعلق نصیحت فرماتے ہیں کہ، ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس انقلاب کے پیدا کرنے کے لئے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے اس کا حصہ بننے کے لئے ہم نے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کو استعمال کرنا ہے اور اپنی نسل میں بھی اس روح کو پھونکنا ہے۔ جو ہمارے مقاصد ہیں ان کے لئے دعائیں بھی کرنی ہیں۔ ان کی تربیت بھی کرنی ہے کہ معاشرے کے ان سب گندوں اور غلاظتوں کے باوجود ہم نے شیطان کو کامیاب نہیں ہونے دینا۔ اور دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔“

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۴؍ جولائی ۲۰۱۷ء)

نصرت خلافت کے اعجازی واقعات

محترم مولانا عبد المالک خان صاحب لاہور میں تھے کہ انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے پیغام ملا کہ سعودی حکومت نے پاکستان کی حکومت کو ایک خط لکھا ہے، خط کی نقل فوری طور پر حاصل کر کے بھجوائیں۔ چنانچہ محترم مولانا کراچی آئے۔ اس دوران کہیں جانے کے لئے آپ لالوکھیت کے بس اسٹاپ پر کھڑے تھے کہ عربی زبان میں لکھے ہوئے ایک بورڈ کو دیکھ کر ہنسے بغیر نہ رہ سکے۔ قریب ہی کھڑے شخص نے حیران ہو کر ہنسنے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے کہا کہ یہ عربی سکھانے والے سکول کا بورڈ ہے لیکن اس پر عربی میں جو عبارت لکھی ہوئی ہے، وہ غلط ہے۔ اس شخص نے بورڈ پر نظر ڈالی، تو کہا کہ یہ عبارت تو واقعی غلط ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں اسکول کا پرنسپل ہوں، آپ اس سکول میں عربی پڑھائیں۔ حضرت مولانا نے کہا کہ میں تو کہیں اور ملازم ہوں۔ صرف دو دن کے لئے یہاں ہوں۔ پرنسپل نے اصرار کیا کہ آپ صرف دو دن ہی یہاں آکر لیکچر دے دیں۔ اس بات کو محترم مولانا نے قبول فرمالیا۔

اگلے روز جب آپ اس سکول میں پہنچے تو پرنسپل نے کہا کہ ہمیں حکومت پاکستان نے عربی زبان میں ایک خط ترجمہ کے لئے بھجوایا ہے، جو انہیں سعودی سفارت خانہ کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ آپ ہمیں اس خط کا ترجمہ کر دیں۔ مولانا نے خط دیکھا تو یہ وہی خط تھا، جسے حاصل کر کے بھجوانے کی ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انہیں فرمائی تھی۔ مولانا نے کہا کہ مجھے اس خط کی ایک نقل دی دیں، میں ترجمہ کر کے آپ کو بھجوا دوں گا۔ چنانچہ آپ نے اس خط کا ترجمہ انہیں دے دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مولانا سے دریافت فرمایا کہ آپ کو اتنی جلدی مطلوبہ خط کی نقل کیسے مل گئی؟ مولانا نے عرض کیا کہ

حضور! میں تو خلافت کا ادنیٰ سا غلام ہوں، اگر آپ ایک سونٹی کو حکم دیتے تو وہ بھی یہ کام کر دیتی۔

(ماخوذ از مضمون مکرم محی الدین عباسی صاحب مطبوعہ سہ ماہی ”اسماعیل“ جنوری تا مارچ ۲۰۱۳)

الوصیت

اَلا اے کہ ہشیاری و پاک زاد
alaa ay ke hooshyaari-o paak zaad

پئے حرصِ دُنیا مدہ دیں بباد
Pa'i hirse donyaa madeh deen bebaad

خبر دار! اے وہ جو سمجھ دار اور نیک فطرت ہے کہ دنیا کے لالچ کے پیچھے دین کو برباد نہ کر

بدیں دارِ فانی دلِ خود مبند
badeeN daare faani dil-e khod mabaNd

کہ دارد نہاں راحتش صد گزند
ke daarad nehaaN raahatash sad gazaNd

اِس فانی دنیا سے اپنا دل نہ لگا۔ کہ اس کے آرام میں سینکڑوں دکھ پوشیدہ ہیں

اگر باز باشد ترا گوشِ ہوش
agar baaz baashad toraa gooshe hoosh

ز گورت ندائے در آید بگوش
ze goorat nedaa'ey dar aayad begoosh

اگر تیرے ہوش کے کان کھلے ہوں۔ تو تجھے اپنی قبر سے یہ آواز سنائی دے

کہ اے طعمۂ من پس از چند روز
agar baaz baashad toraa gooshe hoosh

پئے فکر دُنیائے دُوں کم بسوز
ze goorat nedaa'ey dar aayad begoosh

کہ چند روز کے بعد اے میرے لقمے میں تو اِس ذلیل دنیا کے غم میں نہ جلا کر

ہر آں کو بدُنیائے دُوں مبتلا است
agar baaz baashad toraa gooshe hoosh

گرفتارِ رنج و عذاب و عنا است
ze goorat nedaa'ey dar aayad begoosh

ہر وہ شخص جو دنیا کے پیچھے پڑا ہے وہ رنج، عذاب اور تکلیف میں گرفتار ہے

روحانی خزائن جلد ۲۰، رسالہ الوصیت، صفحہ ۳۲۲

حضرت حکیم نور الدین-خلیفۃ المسیح الاوّل

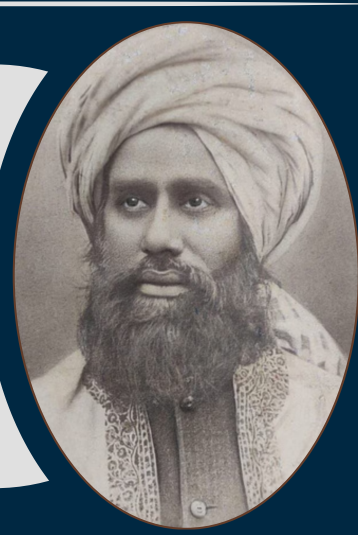

- پیدائش:۱۸۴۱
- آپ حضرت عمرؓ کی ۳۴ویں نسل میں سے تھے۔
- آپ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے ۲۳مارچ ۱۸۸۹ کو حضرت مسیح موعودؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔
- آپ حافظِ قرآن تھے۔
- آپ ایک "حکیم" بھی تھے، جو طب میں مہارت رکھتے تھے اور مہاراجہ کے شاہی طبیب بھی رہ چکے تھے، اس سے قبل کہ آپ نے اپنی زندگی دین کے لیے وقف کر دی۔
- وفات:۱۹۱۴

اہم واقعات

۱۹۰۸ خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔

۱۹۰۸ قادیان میں ایک عوامی لائبریری قائم کی۔ حضورؓ نے اپنی ذاتی کتب عطیہ کیں اور مالی مدد بھی فراہم کی۔

۱۹۱۰ مسجد اقصیٰ کی توسیع کا کام حضورؓ نے خود سنبھالا۔ اس سے دیگر احمدیوں کو بھی ترغیب ملی اور یہ کام جَلسہ سالانہ سے قبل مکمل کر لیا گیا۔

۱۹۱۰ الاسلام ہائی اسکول کی توسیع۔ جو احمدیوں کو تبلیغِ اسلام کے لیے تیار کرنے کے مقصد سے بنایا گیا تھا کی گئی۔ اس میں ایک ہوسٹل، بڑا ڈائننگ ہال، سائنس روم اور ۱۶ نئے کمرے شامل کیے گئے۔

۱۹۱۰ دار العلوم محلہ، ربوہ میں مسجد نور کی بنیاد رکھی گئی۔

۱۹۱۲ برطانیہ میں پہلی تبلیغی مہم کا آغاز ہوا۔ حضورؓ نے ایک احمدی جو روزگار کی غرض سے لندن جا رہے تھے، کو ووکنگ میں ایک بند مسجد کھولنے کی ہدایت دی۔ حضورؓ نے مزید دو نوجوان احمدیوں کو اس تبلیغی مشن میں مدد کے لیے بھیجا، جن میں سے ایک، فتح محمد سیال نے لندن میں پہلا عوامی لیکچر دیا۔

دیگر خدمات و کارنامے

حضورؓ کی نگرانی میں قرآنِ کریم کے انگریزی ترجمہ کا کام شروع ہوا، جو آپ کی وفات سے ۳ دن قبل مکمل ہوا۔

اسلام کے پیغام کو پھیلانے کے لیے نئے جرائد کا آغاز کیا گیا، جن میں الفضل، نور، الحق، پیغامِ صلح شامل تھے۔

حضورؓ نے غریبوں کے لیے گھروں کی فراہمی کی ایک سکیم کا آغاز کیا، جس کے تحت پہلا گھر حضورؓ نے اپنی ذاتی رقم سے تعمیر کروایا۔

حضورؓ نے ایک مسجد اور ایک کنواں بھی تعمیر کروایا تاکہ پانی کی فراہمی ممکن بنائی جا سکے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ - خلیفۃ المسیح الثانی

- پیدائش: ۱۸۸۹
- حضرت مسیح موعودؑ پر ایک عظیم الشان پیشگوئی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک ایسا بیٹا عطا کرے گا، جس کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچے گا۔ یہ پیشگوئی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی صورت میں پوری ہوئی۔ آپ کو مسیح موعود کا موعود بیٹا، مصلح موعود کہا جاتا ہے۔
- وفات: ۱۹۶۵

اہم واقعات

۱۹۱۴	خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔
۱۹۱۴	جماعت کو منارۃ المسیح کی تکمیل کے لیے مالی قربانی کی تحریک فرمائی۔ یہ مینار ۱۹۱۶ میں مکمل ہوا۔
۱۹۲۰	جماعت کو لندن میں ایک مسجد کی تعمیر کے لیے مالی قربانی کی تحریک فرمائی۔
۱۹۲۲	خواتین کے لیے ایک ذیلی تنظیم مجلس لجنہ اماء اللہ قائم فرمائی۔
۱۹۲۸	۷ سے ۱۵ سال کی عمر کی بچیوں کے لیے ایک ذیلی تنظیم مجلس ناصرات الاحمدیہ قائم فرمائی۔
۱۹۳۴	تحریک جدید کی بنیاد رکھی۔ اس تحریک کا بنیادی مقصد دنیا بھر میں تبلیغی مراکز قائم کرنا اور مساجد کی تعمیر کرنا تھا۔
۱۹۳۸	۱۵ سے ۴۰ سال کے نوجوانوں کے لیے مجلس خدام الاحمدیہ اور ۷ سے ۱۵ سال کے بچوں کے لیے مجلس اطفال الاحمدیہ قائم فرمائی۔
۱۹۴۰	۴۰ سال اور اس سے زائد عمر کے افراد کے لیے مجلس انصار اللہ قائم فرمائی۔
۱۹۴۷	مسلمانوں، جن میں احمدی بھی شامل تھے، نے موجودہ ہندوستان سے پاکستان کی طرف ہجرت کی۔ حضورؓ کی رہنمائی میں ربوہ نامی ایک شہر تعمیر کیا گیا، جہاں احمدیوں نے سکونت اختیار کی۔
۱۹۵۷	وقف جدید کی تحریک کا آغاز کیا، جس کا مقصد پاکستان کے دور دراز علاقوں (اور بعد ازاں دنیا بھر) میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے اساتذہ کو تعینات کرنا تھا۔
۱۹۵۸	حضورؓ نے فضلِ عمر ہسپتال ربوہ، پاکستان کی بنیاد رکھی۔

دیگر خدمات و کارنامے

آپ کی خلافت کے دوران کئی ممالک میں احمدیہ مساجد تعمیر ہوئیں۔

آپ کی خلافت میں قرآن کریم کے ۱۴ زبانوں میں تراجم کی تکمیل کا کام جاری تھا۔

حضرت مرزا ناصر احمدؒ - خلیفۃ المسیح الثالث

- پیدائش: ۱۹۰۹
- آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے فرزند تھے۔
- آپ حافظِ قرآن تھے۔
- آپ نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے ماسٹر آف آرٹس کی ڈگری حاصل کی۔
- وفات: ۱۹۸۲

اہم واقعات

۱۹۶۵ خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔

۱۹۶۷ ۲۱ جولائی کو بیت النصرۃ جہاں کا افتتاح کوپن ہیگن، ڈنمارک میں فرمایا اور اسے ایک تاریخی سنگِ میل قرار دیا، کیونکہ یہ اسکینڈینیوین ممالک میں احمدیہ جماعت کی پہلی تعمیر شدہ مسجد تھی۔

۱۹۷۰ حضورؒ نے نصرۃ جہاں فاؤنڈیشن کا آغاز فرمایا، جس کا مقصد افریقہ میں اسکولز، کالجز اور ہسپتالوں کی تعمیر تھا۔

۱۹۷۳ حضورؒ نے احمدیہ صد سالہ فنڈ کے نام سے ۱۵ سالہ اسکیم شروع کی، جس کا مقصد نئے تبلیغی مراکز، ایک پرنٹنگ پریس، ریڈیو اسٹیشنز اور مختلف زبانوں میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت تھا۔

۱۹۷۴ حکومتِ پاکستان نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی سازش کی۔

۱۹۷۴ حضورؒ نے حکومت کے سامنے پیش ہو کر ۱۱ دن تک جرح کا سامنا کیا اور احمدیوں کے خلاف پیش کیے جانے والے ہر ایک اعتراض کا مدلل جواب دیا۔

۱۹۷۵ ناصر مسجد، گوٹنبرگ، سویڈن کی بنیاد رکھی۔

دیگر خدمات و کارنامے

حضورؒ پہلے خلیفہ تھے جنہوں نے برصغیر سے باہر وسیع پیمانے پر دوراجات کیے۔ آپ نے اپنے دورِ خلافت میں ۷ بین الاقوامی دورے فرمائے: ۱۹۶۷، ۱۹۷۰، ۱۹۷۳، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۸، ۱۹۸۰۔ جن ممالک کا دورہ فرمایا: جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، ڈنمارک، برطانیہ، اسپین، نائجیریا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، گیمبیا، سیرالیون، اٹلی، سویڈن، ناروے، امریکہ، آسٹریلیا، اور کینیڈا۔

آپؒ نے جماعت احمدیہ کے موٹو
"محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں" کا اعلان فرمایا۔

حضورؒ نے فضلِ عمر فاؤنڈیشن قائم فرمائی۔ اس فنڈ کا پہلا مصرف خلافت لائبریری کی تعمیر تھا اور اب اس کے تحت کئی اور منصوبے جاری ہیں۔

اعلیٰ پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کے لیے میڈلز دینے کی اسکیم کا بھی آغاز فرمایا۔

قرآنِ کریم کی تعلیم کو فروغ دینے کے لیے ایک اسکیم کا آغاز کیا، جس کے تحت دنیا بھر کے کئی ہوٹلز اور لائبریریز میں قرآنِ کریم رکھوائے گئے اور مختلف سربراہانِ مملکت اور اہم شخصیات کو بطور تحفہ پیش کیے گئے۔

حضورؒ نے نئی نسل کی تعلیم پر بہت زور دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہر احمدی کو کم از کم میٹرک تک تعلیم حاصل کرنی چاہیے، اور ہر احمدی لڑکی کو کم از کم مڈل اسکول تک تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔
ایک اسکالرشپ اسکیم شروع کی، جس کے تحت جماعتِ احمدیہ ہر سال ۱۲۵۰۰۰ روپے کے وظائف ذہین طلبہ کو فراہم کرتی۔

حضرت مرزا طاہر احمدؒ - خلیفۃ المسیح الرابع

- پیدائش: ۱۹۲۸
- آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بھائی تھے۔
- آپ نے یونیورسٹی آف لندن کے اسکول آف اورینٹل اینڈ افریکن اسٹڈیز میں تعلیم حاصل کی۔
- وفات: ۲۰۰۳

اہم واقعات

۱۹۸۲ خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔

۱۹۸۲ حضورؒ نے بشارت مسجد، پیدرو آباد، اسپین کا افتتاح فرمایا۔ یہ اسپین میں ۷۰۰ سال بعد تعمیر ہونے والی پہلی مسجد تھی۔

۱۹۸۲ تحریک بُیُوت الحمد کا آغاز کیا، جس کا مقصد غریبوں کے لیے ۱۰۰ مکانات تعمیر کرنا تھا۔ اس اسکیم کے تحت ایک مسجد، پرائمری اسکول اور پارک بھی تعمیر کیا گیا۔

۱۹۸۳ تحریک دعوت الی اللہ کا آغاز فرمایا۔ حضورؒ نے تاکید فرمائی کہ ہر احمدی پر لازم ہے کہ وہ مبلغ بنے اور لوگوں کو احمدیت کی طرف دعوت دے۔

۱۹۸۶ سیدنا بلال فنڈ کا آغاز کیا، جو ان احمدی بچوں کے لیے قائم کیا گیا جن کے والدین نے احمدیت کی راہ میں قربانیاں دیں، قید کیے گئے یا شہید ہوئے۔

۱۹۸۷ وقفِ نو اسکیم کا اجرا فرمایا۔ حضورؒ نے والدین کو نصیحت فرمائی کہ اپنے بچوں کو پیدائش سے پہلے ہی راہِ خدا میں وقف کرنے کا عہد کریں۔

۱۹۸۹ جرمنی میں ۱۰۰ مساجد کی تعمیر کے منصوبے کا آغاز فرمایا۔

۱۹۸۹ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا اجرا فرمایا، جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کا مخفف ہے۔ یہ ایک ۲۴ گھنٹے نشریات پیش کرنے والا چینل ہے۔

۱۹۹۱ سو یتیموں کی کفالت کا منصوبہ شروع کیا۔

۲۰۰۳ مریم شادی فنڈ کا آغاز فرمایا، جس کا مقصد غریب احمدی بچیوں کی شادیوں میں مالی مدد فراہم کرنا ہے۔

دیگر خدمات و کارنامے

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر حضورؒ نے قرآنِ کریم کے اردو ترجمہ کی کلاسز کا آغاز فرمایا۔ مجموعی طور پر ۳۰۵ کلاسز نشر کی گئیں۔

حضورؒ نے ہومیوپیتھی پر ۱۹۸ لیکچرز دیے، جو ایم ٹی اے پر نشر کیے گئے۔ یہ لیکچرز کتابی صورت میں "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" کے نام سے شائع کیے گئے۔

حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - خلیفۃ المسیح الخامس

- پیدائش: ۱۹۵۰
- آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بھتیجے ہیں۔
- آپ نے فیصل آباد، پاکستان کی زرعی یونیورسٹی سے ایگری کلچرل اکنامکس میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی۔
- حضور (ایدہ اللہ تعالیٰ) نے خلافت سے قبل ہی اپنی زندگی اسلام کی خدمت کے لیے وقف فرما دی۔
- آپ نے گھانا میں ۸ سال خدمات انجام دیں اور آپ وہ پہلے انسان تھے جس نے ملک کی تاریخ میں پہلی بار وہاں کامیابی سے گندم کاشت کی۔

اہم واقعات

۲۰۰۳ خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔

۲۰۰۴ سالانہ نیشنل پیس سمپوزیم کا آغاز فرمایا، جس کا مقصد امن اور ہم آہنگی کو فروغ دینا ہے۔

۲۰۰۹ احمدیہ مسلم پرائز فار دی ایڈوانسمنٹ آف پیس کا آغاز فرمایا۔ یہ بین الاقوامی امن ایوارڈ ایسے فرد کو دیا جاتا ہے جس نے امن کے قیام میں نمایاں خدمات انجام دی ہوں۔

۲۰۱۲ "مریم" میگزین (واقفاتِ نو کے لیے) اور "اسماعیل" میگزین (واقفینِ نو کے لیے) کی اشاعت کا آغاز فرمایا۔

۲۰۱۴ ایم ٹی اے انٹرنیشنل افریقہ کا اجرا فرمایا، جو خاص طور پر افریقی عوام کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے قائم کیا گیا ایک نیا ٹی وی چینل ہے۔

۲۰۱۴ وائس آف اسلام ریڈیو کا آغاز فرمایا، جو روزانہ بیت الفتوح مسجد سے نشر کیا جاتا ہے۔

۲۰۱۸ الفضل انٹرنیشنل کے بعد "الحکم" اخبار کا دوبارہ اجرا فرمایا، جو ہفتہ وار شائع ہونے والا اخبار ہے اور احمدیوں کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہ کرتا ہے۔

۲۰۲۱ احمدی پیڈیا (Ahmadipedia.org) کا اجرا فرمایا، جو جماعت احمدیہ سے متعلق مستند اور تحقیقی معلومات فراہم کرنے والا ایک نیا آن لائن ریسرچ ٹول ہے۔

۲۰۲۱ قرآن کریم کے مطالعہ اور تحقیق میں مدد دینے کے لیے ایک نئی ویب سائٹ (HolyQuran.io) کا اجرا فرمایا۔

۲۰۲۱ جماعت احمدیہ کی باضابطہ چینی ویب سائٹ (islam.cn) کا اجرا فرمایا۔

۲۰۲۲ جماعت احمدیہ کی باضابطہ کرد ویب سائٹ (www.ahmadiyya-islam.org/krd/) کا اجرا فرمایا۔

۲۰۲۲ جماعت احمدیہ برطانیہ کے قیام کی تاریخ پر مبنی ایک نئی ویب سائٹ (history.ahmadiyya.uk) کا اجرا فرمایا۔

دیگر خدمات و کارنامے

حضور (ایدہ اللہ تعالیٰ) کی خلافت کے زیرِ نگرانی دنیا بھر میں کئی نئی مساجد تعمیر ہوئیں اور حضور (ایدہ اللہ تعالیٰ) نے ان کا افتتاح فرمایا۔ ان میں برطانیہ، جرمنی، امریکہ، نیوزی لینڈ، کینیڈا، سویڈن اور دیگر ممالک میں تعمیر ہونے والی مساجد شامل ہیں۔

حضور (ایدہ اللہ تعالیٰ) نے اپنی خلافت میں ایک مہم کا آغاز فرمایا جس کے تحت دنیا بھر میں مسلمانوں اور غیر مسلموں میں "امن" کے پمفلٹ تقسیم کیے جاتے ہیں۔

حضور (ایدہ اللہ تعالیٰ) نے عالمی امن کے قیام کا پیغام مختلف پارلیمنٹس میں پیش فرمایا، جن میں کینیڈا، برطانیہ، یورپ، امریکی کانگریس اور ڈچ پارلیمنٹ شامل ہیں۔

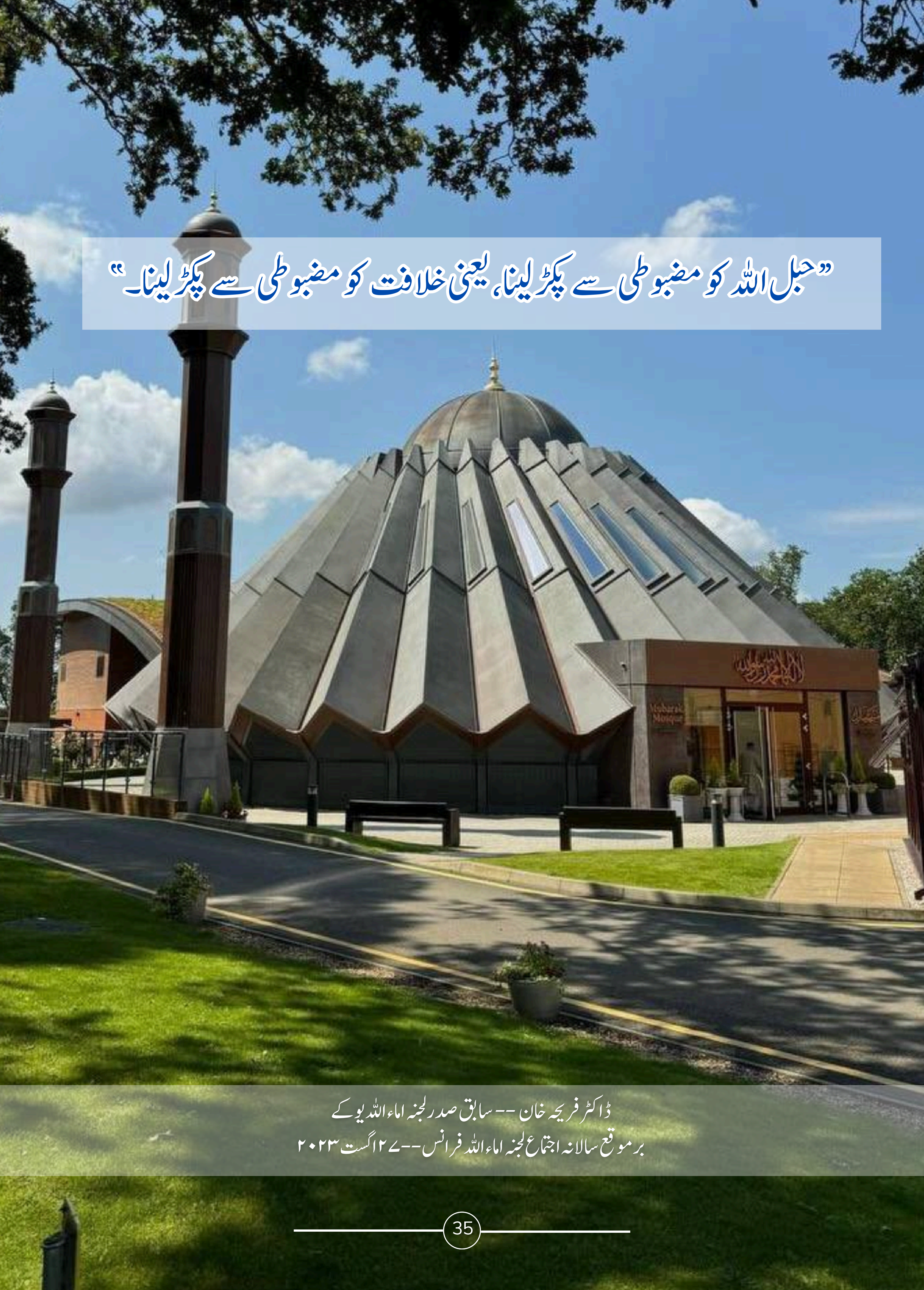

”حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لینا، یعنی خلافت کو مضبوطی سے پکڑ لینا۔“

ڈاکٹر فریحہ خان -- سابق صدر لجنہ اماء اللہ یوکے
برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ فرانس --۷ ۱۲ اگست ۲۰۲۳

میری پیارے بہنو,

خدا تعالیٰ رحمان اور رحیم ہے۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتاب کا آغاز ان اسماء حسنہ سے ہوتا ہے۔ اس کی رحمانیت اور رحیمیت کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ہم اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ ہم اس کی نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتے۔ ہم اس کی نعمتوں کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر ہم احمدی خدا تعالیٰ کی دی ہوئی ان نعمتوں اور فضلوں پر نظر ڈالیں تو خلافت کی نعمت اور برکت ہمیں سب سے بڑی نظر آئے گی۔

فرانس مغربی یورپ کا ایک ایسا ملک ہے جہاں ایک کافی بڑی تعداد مسلمانوں کی رہتی ہے، اس لیے آپ کے حلقہ احباب میں اور ساتھی بھی مسلمان ہوں گے اور ان کے ساتھ بات کر کے یا ان کی زندگی کا مشاہدہ کر کے آپ کو احساس ہوتا ہو گا کہ وہ خلافت جیسی نعمت سے محروم ہیں اور یہ احساس ہمیں نہ صرف اپنے مسلمان بہن بھائیوں کو دیکھ کر ہوتا ہے بلکہ تمام دنیا کے مسلمان خلافت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ وہ علیحدہ بات ہے کہ وہ سمجھ نہیں پاتے کہ خلافت نبوت کے بعد آتی ہے۔ یعنی خلافت علی منہاج النبوت اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وعدوں کے عین مطابق قائم ہو چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہی وہ مسیح و مہدی ہیں جن کے آنے کی پیش گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کی تھی تو ہمیں تو اس نعمت کی بہت قدر کرنی چاہیے اور اس کی حفاظت اور سربلندی کے لیے ہر قسم کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیے۔

ایک احمدی کیا ہے خلافت کے بغیر؟ کچھ بھی نہیں، میں کیا ہوں؟ آپ کیا ہیں؟ کچھ بھی نہیں

اگر خلیفہ وقت ہم سے خوش ہیں تو وہ عید کا دن ہے اور اگر خلیفہ وقت ہم سے ہماری کسی برائی کی وجہ سے یا لغزش کی وجہ سے یا ہماری اصلاح کی خاطر ناراض ہیں تو وہ دن موت سے بھی بدتر ہے اور یہ ایک حقیقت ہے جس کی گواہی ہر ایک مخلص احمدی دے سکتا ہے۔ اور یہ اس لیے ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ

خلیفہ خدا بناتا ہے اور خلیفہ خدا سے جوڑتا ہے۔ اور خلافت کی اطاعت اور فرمانبرداری سے ہی ہمیں اپنا مولا ملتا ہے۔ خلافت کی اطاعت ہی میں ہم ایک اچھے اور سچے مومن بنتے ہیں۔ خدا کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے آنے کا مقصد کیا تھا؟

انبیاء کے آنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ انبیاء اور ان کے خلفاء انسان کو اپنے خالق حقیقی سے جوڑنے کے لیے وہ حبل اللہ ہوتے ہیں۔

اس رسی کو پکڑنے میں ہی ہماری فلاح ہے، ہماری اصلاح ہے اور ہمارا انجام بخیر۔

ورنہ پھر ہمارے میں اور باقی لوگوں میں کیا فرق رہ گیا ہے۔ ایک احمدی کے لیے خلافت کی نعمت سب سے بڑی نعمت ہے۔ دینی کام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانا، جماعت کی عالی شان ترقیات اور بڑے بڑے فضل تو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی سبوحیت کے گیت گاتے ہیں۔ لیکن اگر ایک احمدی کی ذاتی زندگی کی طرف بھی نظر دوڑائیں تو وہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے ماں باپ نے یا تو حضور کو اس کے لیے نام مانگا ہوتا ہے یا دعا کی درخواست کی ہوتی ہے۔ وہ خلیفہ وقت کی دعا کے ساتھ اس دنیا میں آنکھ کھولتا ہے۔ بچپن سے آپ کی آواز سنتا ہے۔ ایم ٹی اے میں آپ کو دیکھتا ہے، دین آپ سے سیکھتا ہے۔ سکول کالج یونیورسٹی کے معاملات میں آپ سے مشورہ مانگتا ہے۔ رشتہ کہاں کرنا ہے؟ رشتہ نہیں ہو رہا، یہ سب دکھ درد آپ سے بیان کرتا ہے۔ آپ سے مدد طلب کرتا ہے شادی کے بعد کی خوشیاں ہوں یا مسائل خلیفہ وقت کے پاس ہی دوڑا چلا جاتا ہے۔ زندگی کے جو بھی اتار چڑھاؤ ہو بیماری ہو یا مالی مسائل ہوں اپنے روحانی باپ کی طرف ہی رخ کرتا ہے۔ اور جب زندگی کے آخری ایام شروع ہو جاتے ہیں۔ تو یہی خواہش ہوتی ہے کہ کاش میرے حضور میرا جنازہ پڑھا دیں۔

غرض یہ کہ پیدائش سے لے کے وفات تک ایک احمدی کو پتہ ہے کہ خدا کے بعد وہ اس دنیا میں اکیلا نہ ہے اور اس کے پاس خلافت جیسی نعمت ہے۔

یہ تو میں نے ایک پیدائشی احمدی کی مثال دی ہے لیکن بہت سے ایسے ہیں جو اپنے ہوش میں احمدیت قبول کرتے ہیں۔ جو اخلاص اور وفا میں پیدائشی احمدیوں کو بہت پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ ان کو تو خلافت جیسی نعمت کا بہت زیادہ احساس ہوتا ہے، قدر ہوتی ہے۔ اس نعمت کی قدر کرنا اور اور اس کے قائم کرنے کے لیے ہر قربانی دینا ہمارا فرض ہے۔ جب ہم اپنا لجنہ کا عہد دہراتی ہیں تو ہم وعدہ کرتی ہیں کہ میں خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گی۔

تو مجھے ہمیشہ لجنہ کا عہد بہت اہم لگا کرتا ہے۔

ایک اہم ذمہ داری جو ہمیں سونپی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی اولاد کے اندر خلافت کی محبت اور اطاعت کا مادہ پیدا کرنا ہے۔ چاہے ہمیں اس کے لیے ہر قسم کی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ ہم مائیں اگر اپنے وقت کی قربانی دیں گی، مال اور دنیا کی محبت اور خواہشات کی قربانی دیں گی تو ہمیں ایسی اولاد ملے گی جو خلافت کے قیام کے لیے اپنی جان کی قربانی کے لیے ہر وقت تیار ہو گی۔ یہ سب قربانیاں ہم مائیں دیں گی تو وہ صف اوّل کے مجاہد ہماری گودوں سے پل کر جوان ہوں گے جو خلیفہ وقت کے آگے بھی لڑیں گے، پیچھے بھی لڑیں گے، دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور ماشاء اللہ اور الحمدللہ اللہ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت پر بڑا احسان ہے۔ جو اس نے ایسی انگنت مائیں اس جماعت میں پیدا کی ہیں جن کی گود سے پل کر ایسے حق پرست نکلتے ہیں جن کے ہاتھوں سے دین کو نصرت نصیب ہوتی ہے۔ جو خلیفہ وقت کے سلطان نصیر بنتے ہیں۔

الحمدللہ علیٰ ذٰلِکَ

خلافت کی اس عظیم نعمت سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کی اطاعت کریں اور اطاعت بھی اس کی صحیح روح کے ساتھ۔ یعنی کہ سمعنا و اطعنا۔ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ نہ کہ یہ کہ ہم نے اپنی مرضی کی چیزوں کی اطاعت کر لی یا جو چیزیں آسان لگی وہ مان لیں، لیکن وہ باتیں جو نفس کی اور خواہشات کی قربانی مانگتی ہیں وہ نہ مانی۔

ہم پچھلے کچھ سالوں میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں خطبات کا سلسلہ سن رہے تھے۔ ہمیں ہمارے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میں انگنت مثالیں صحابہ کی اطاعت کی سنائی ہیں کیسے جب شراب کے حرام ہونے کی آیات نازل ہوئیں تو صحابہ نے شراب کے مٹکے توڑ دیے۔ ایسی بے شمار مثالیں ہیں۔

اطاعت کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ ۲۵ مئی ۲۰۱۸ میں فرماتے ہیں، حضور فرماتے ہیں "حدیث میں آتا ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ

تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک (چاہے حق تلفی ہو رہی ہو ترجیحی سلوک ہو رہا ہو) اور امتیاز برتا جا رہا ہو غرض ہر حالت میں تیرے لیے حاکم وقت کے حکم کو سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔"

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔ "اس بات کو اطاعت کے بارے میں بیان کرتے ہوئے، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کے ملوک کی اطاعت اختیار کرو،

اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔

مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے (مجاہدات کسے کہتے ہیں محنت کو، کام کرنے کو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے) مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ (یعنی اپنی نفس کی خواہشات کو ختم کرنا ہوتا ہے ذبح کرنا ہوتا ہے، جان سے مارنا ہوتا ہے)۔

پھر بعض دفع کچھ لوگوں کے درمیان اطاعت کے بارے میں معروف اور غیر معروف کی بحث شروع ہو جاتی ہے۔

اس بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ ۲۸ مئی ۲۰۲۱ میں فرماتے ہیں۔ امر صالح کے بارے میں حضور فرماتے ہیں "یہ بہت بڑی اور اہم چیز ہے اگر اس حالت کو حاصل کر لیا تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے سے فیض اٹھانے والے بن گئے اور یہی وہ لوگ ہیں جو خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کے عہد کو بھی پورا کرنے والے ہیں نہ کہ وہ کہ جب اپنے مفاد سامنے ائیں تو عمل صالح کی خود تشریح کرنے لگ جائیں۔ معروف فیصلے کی خود تفسیر کرنے لگ جائیں ان کی انا انہیں اپنے قبضے میں لے لے۔ ایسے لوگ جو ہیں، انہیں ان کا خلافت سے جڑنے کا اعلان کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

بے شک وہ کہتے رہیں کہ ہم خلافت سے جڑے ہوئے ہیں۔ جو خالص ہو کر خلافت کے فرمانبردار ہوں گے۔ یہی لوگ حقیقی رنگ میں خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے ہیں۔ خلافت کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور خلافت ان کی حفاظت کرنے والی ہے، خلیفہ وقت کی دعائیں ان کے ساتھ ہوں گی۔ ان کی تکلیفیں خلیفہ وقت کو دعائیں کرنے کی طرف متوجہ کرنے والی ہوں گی۔ یہ اعمال صالحہ بجالانے والے ہی ہیں جن کا خلافت سے رشتہ اور خلافت کا ان سے رشتہ خدا تعالی کی رضا کی خاطر ہے۔ پس یہ وہ حقیقی خلافت ہے جس میں جماعت اور خلیفہ وقت کا تعلق خدا تعالی کی رضا کے حصول کے لیے ہے۔ اور یہی وہ خلافت ہے جو تمکنت اور امن کا باعث ہے۔ یہی وہ افراد اور خلیفہ وقت کا تعلق ہے جو دونوں کو خدا تعالی کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بناتا ہے۔

خلافت کے ساتھ ہمارا ایک عہد بیعت ہے اور یہ کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے۔
ایک تو یہ کہ قیامت کے دن ہم سے ہمارے عہدوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔
کیا ہم نے یہ عہد یہ وعدہ نبھایا؟ اور وہ بھی بیعت کا عہد۔

اگر آپ لفظ بیعت کو گوگل سرچ میں ڈالیں، تو وہ آپ کو اس کا مطلب بتاتا ہے سولڈ (sold)۔ تو جو چیز بک جاتی ہے وہ تو خریدار کے اختیار میں آجاتی ہے۔ بیچنے والے کا تو کوئی حق نہیں ہوتا۔ اس کی تو کوئی مرضی نہیں رہتی۔ تو عہد بیعت ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم خلیفہ وقت کے تمام احکامات اور نصیحتوں پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ ہمیں ہمارے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالی بنصر العزیز وقتاً فوقتاً، آپس کی محبت اور بھائی چارے کی طرف توجہ دلاتے ہیں،

ہماری جماعت میں کسی قسم کا نسل و رنگ یا نئے پرانے کا امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔

ایک تو ہم اتنے شوق اور جذبے سے تبلیغ کرتے ہیں اور دوسری طرف جب کوئی اپنا سب کچھ چھوڑ کر قربانی کرکے ہم میں شامل ہو جاتا ہے، تو ہم اس کو غیریت کا احساس دلاتے ہیں۔ یہ کتنی تکلیف دہ بات ہے، میں نے تو جب بھی کسی نومبائع کو دیکھا ہے اس سے ملی ہوں، میرے ایمان میں تو بہت اضافہ ہوا ہے۔ میں نے ان سے بہت سیکھا ہے۔ ہمیں تو اپنی نومبائعات بہنوں کو ایسے کھلے بازوؤں سے اپنی آغوش میں لینا چاہیے جیسا کہ انصار نے مہاجرین کو لیا تھا اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیاری جماعت کی خوبصورتی ہے کہ اس میں ہر قومیت اور رنگ و نسل کے لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ ان فرق فرق ثقافتوں اور زبانوں کے لوگوں سے تو ہماری جماعت کی خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہمارا ایمان تازہ ہوتا ہے اور نئے آنے والے پیدائشی احمدیوں کو پیچھے چھوڑ رہے ہیں۔ ان کی خلافت سے وابستگی اور والہانہ عقیدت اور اطاعت ہمارے لیے نمونہ ہے۔ خود سے بیعت کرنے والی بہنوں میں، میں نے تبلیغ کا بھی ایک عجیب جوش اور جزبہ دیکھا ہے اور دین کے علم حاصل کرنے کا بھی۔

اللہ کرے کہ خاص طور پر لجنہ کی صدی کے اس سال میں ہم آپس کی محبت اور رواداری کو اپنے سامنے رکھیں
اور ایسا معاشرہ اور ماحول قائم کریں جو دوسروں کو اپنے اندر جذب کرنے والا ہو دور کرنے والا نہ ہو۔
(آمین ثم آمین)

میں امید کرتی ہوں کہ آپ سب نے بھی وہ خطبہ جمعہ سنا ہو گا جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اید اللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے عہدے داران کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے کے لیے ارشاد فرمایا تھا اور میں یہ بھی امید کرتی ہوں کہ آپ نے یہ خطبہ ایک دفع نہیں کئی بار سنا ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ پر بھی اس خطبہ کا بہت اثر ہوا ہو گا۔ لگتا تھا جیسے روح کانپ گئی ہے۔ ایک ایک ذرہ دل اور دماغ کا خدا تعالیٰ کے حضور معافی کا طلبگار تھا۔ (وہ ۲۸ اگست ۲۰۲۳ کے خطبہ جمعہ "امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو" کا حوالہ دے رہی ہیں)۔

جماعت میں ایک عہدہ اصل میں عہدہ نہیں ہوتا بلکہ ایک خدمت ہوتی ہے ایک ذمہ داری ہوتی ہے۔ اور خدمت وہ جو اپنے سے نیچے والوں کی کرنی ہے عاجزی سے، محبت سے، خدا کے خوف سے، سب کو ساتھ لے کر چلتے ہوئے ذمہ داری کو جس کے لیے ہم جواب دہ ہیں اور خدا تعالیٰ کو جواب دہ ہیں۔

وہ حساب کرے گا کہ کیا ہم نے اپنی اس امانت کا حق ادا کیا یا نہیں۔ یہ احساس رکھتے ہوئے اگر ہم خدمت کریں کہ ہم خدا کو جواب دے ہیں تو پھر عاجزی، مسکینی اور ہمدردی میں ہی انسان کا وقت گزرتا ہے۔ اپنی معمولی سی کی ہوئی خدمت کبھی اس قابل نظر ہی نہیں آتی کہ خدا کے ہاں قبول ٹھہرے۔ یہی خوف دامن رہتا ہے کہ کہیں اس کی پکڑ میں نہ آجائیں۔ کہیں کسی کی ٹھوکر کا باعث نہ بنے۔ لجنہ کے سو سال کی خوشی میں ہم نے بہت خوشیاں منائی ہیں (الحمدللہ) اور یہ خدا کے فضلوں کو یاد کرنے کے لیے منائی ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا بھی احساس کرنا چاہیے۔ لجنہ اماء اللہ کے قیام کے اغراض اور مقاصد جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں دیے تھے وہ بہت عظیم تھے۔

ہمیں خاص طور پر ان شکوں پر عمل کرنا چاہیے اور غور کرنا چاہیے جو صبر اور ہمت اور غلطیوں سے چشم پوشی کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہیں اور اس طرف توجہ دلاتی ہیں کہ سب عورتیں بہنیں بہنیں ہیں۔ یعنی باہم بھائی چارے کی فضا قائم ہونی چاہیے۔

پھر اسی طرح لجنہ اماء اللہ کی ایک بنیادی ذمہ داری اپنی اولاد کی تربیت ہے۔ اور آج کل کے اس خوفناک دور میں یہ تربیت بہت مشکل نظر آتی ہے لیکن اس کا حل بھی ہماری جماعت کے پاس ہی ہے اور وہ ہے حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لینا یعنی خلافت کو مضبوطی سے پکڑ لینا۔

یہ ماؤں کا اور لجنہ کی عہدے داروں کا فرض ہے کہ وہ اگلی نسل کو خلافت سے وابستہ کریں اور اس کے بے تحاشہ ذرائع بھی ہمیں میسر ہیں۔ ایم ٹی اے سے اپنے بچوں کو جوڑیں ایک نمایاں تبدیلی آپ محسوس کریں گے۔ پھر فرانس کوئی یو کے سے زیادہ دور نہیں ہے کوشش کریں کہ خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی یو کے لے کر آئیں ملاقات نہ بھی ہو لیکن خلیفہ وقت کے پیچھے نمازیں پڑھنے، آپ کو دیکھنے سے بھی بچوں کے دل میں پختہ محبت راسخ ہوتی ہے۔ اگر نیت نیک ہو تو اللہ تعالیٰ وسائل خود ہی پیدا کر دیتا ہے۔ انشاءاللہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم پر رحم کرے۔ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے عہدوں کو نبھانے والیاں ہوں۔ اور حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کی باندیاں بنے اور اپنے آگے آنے والی نسلوں کے لیے بہترین نمونے چھوڑیں۔ آمین ثم آمین

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے ساتھ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ فرانس کی ملاقات

دنیاوی امور کے ساتھ ساتھ دینی علم بھی حاصل کریں، خاص طور پر فرانس میں جہاں دنیاوی معاملات پر زور دیا جاتا ہے دین کے بارے میں سیکھنے پر زیادہ توجہ دیں، کیونکہ یہی ہماری کامیابی کا راستہ ہے۔

مؤرخہ ۱۲؍اکتوبر ۲۰۲۴ء کو امام جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل مجلسِ عاملہ لجنہ اماء اللہ فرانس کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں بالمشافہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ ممبراتِ عاملہ نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے فرانس سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔

حضورِ انور نے سٹوڈیو تشریف لانے کے بعد شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ پیش کیا نیز استفسار فرمایا کہ کیا یہ عاملہ ہے؟
صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ فرانس نے اس کی تصدیق کی اور اس امر پر شکر گزاری کا اظہار کیا کہ حضور انور نے ازراہِ شفقت انہیں ملاقات کا موقع عطا فرمایا۔

ملاقات کا باقاعدہ آغاز دعا سے ہوا، جس کے بعد ممبراتِ عاملہ کو حضورِ انور کی خدمت میں اپنا تعارف پیش کرنے نیز اپنے متعلقہ شعبہ جات کے حوالے سے قیمتی راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اشاعت

حضورِ انور نے سیکرٹری اشاعت سے گفتگو کرتے ہوئے دریافت فرمایا کہ کیا وہ باقاعدگی سے کوئی مواد شائع کرتی ہیں؟

اس پر موصوفہ نے حضورِ انور کی خدمت میں عرض کیا کہ اس وقت رسالہ "الصدّیقہ" کا ستائیسواں شمارہ پروف ریڈنگ کے مرحلے میں ہے۔ اس رسالہ کی اشاعت کے بارے میں دریافت فرمانے پر جب حضور انور کو یہ معلوم ہوا کہ یہ سالانہ شائع ہوتا ہے تو حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ آپ کی لجنہ اتنی بڑی ہے، آپ کو تو اسے کم از کم سال میں دو بار شائع کرنا چاہیے۔ جس پر موصوفہ نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ انشاء اللہ اس پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کریں گی۔

تبلیغ

اس کے بعد حضورِ انور نے سیکرٹری تبلیغ سے گفتگو فرمائی اور ان کے تبلیغی منصوبہ جات کے بارے میں دریافت فرمایا، جس پر انہوں نے مختصراً اپنی سرگرمیوں کا خاکہ پیش کیا۔ حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ کیا ان کے لیے سالانہ بیعتوں کا کوئی ہدف مقرر ہے؟

موصوفہ نے عرض کیا کہ ان کا ہدف سترہ بیعتوں یعنی ہر مجلس سے ایک بیعت ہے۔ اس پر حضورِ انور نے ان کو ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا کہ کم از کم پچاس بیعتوں کا سالانہ ہدف ہونا چاہیے۔

تربیت

اس کے بعد حضورِ انور نے سیکرٹری تربیت کو نماز اور تلاوت قرآن کریم کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔
حضورِ انور نے فرمایا کہ قرآن کریم کی تلاوت عمل کے لیے ہے اور ممبرات کو ترجمہ سیکھنا چاہیے تاکہ وہ قرآن کی تعلیمات کو سمجھ کر ان پر عمل کر سکیں۔ بایں ہمہ حضورِ انور نے خاص طور پر فرانس میں حجاب اور باحیالباس کی اہمیت پر زور دیا۔

حضورِ انور نے مزید فرمایا کہ لجنہ ممبرات کو سمجھانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے۔ یہ پیغام ہر ممبر تک پہنچائیں کہ جو بھی کام ہم کریں، وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونا چاہیے اور اللہ ہمارے تمام اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے اقوال اور افعال کو ایک جیسا بنانا چاہیے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو تبھی ہم زندگی میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ورنہ محض احمدی ہونے کا دعویٰ کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔

تربیت نو مبائعات

اس کے بعد حضورِ انور نے سیکرٹری تربیت نو مبائعات سے نو مبائع خواتین کی تعداد کے بارے میں دریافت فرمایا۔ جس پر انہوں نے عرض کیا کہ نو مبائعات کی تعداد نو ہے۔

حضورِ انور نے استفسار فرمایا کہ کیا ان کو جماعت سے وابستہ کرنے کے لیے کوئی پروگرام ترتیب دیا گیا ہے؟

موصوفہ نے وضاحت کی کہ چونکہ وہ فرانس کے مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی ہیں، اس لیے ہر ماہ ایک آن لائن کلاس منعقد کی جاتی ہے اور سالانہ ایک بار بالمشافہ ملاقات ہوتی ہے۔
حضورِ انور نے مزید دریافت فرمایا کہ کیا نو مبائعات جماعت سے وابستہ ہیں اور تمام پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہوتی ہیں؟
جس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ چار فعّال طور پر شمولیت اختیار کرتی ہیں۔

حضورِ انور نے یہ سماعت فرما کر موصوفہ کو توجہ دلائی کہ باقی پانچ پر بھی توجہ دیں، انہیں بھی جماعتی پروگراموں میں شامل کریں اور بتدریج جماعت کا حصہ بنائیں۔

خدمتِ خلق

پھر حضورِ انور نے سیکرٹری خدمتِ خلق سے دریافت فرمایا کہ آپ کی خدمتِ خلق سے کس کو فائدہ پہنچتا ہے؟

موصوفہ نے اس پر اپنے شعبہ کی مساعی کی بابت عرض کیا کہ وہ غریب اور تنہائی کا شکار خواتین کی مالی خود مختاری میں مدد کرنے کے لیے کوشاں ہیں- ملازمت کی ورکشاپس، ہنر سیکھنے کی کلاسیں اور ڈیجیٹل تعلیمی سیشنز منعقد کیے جاتے ہیں- بیمار بچوں کے لیے خیرات کی فنڈ ریزنگ کی گئی، Breast Cancer سے متاثرہ خواتین کی مدد کی گئی، نرسنگ ہومز کا دَورہ کیا گیا، غذائی اشیاء تقسیم کی گئیں نیز سنگل یا غریب ماؤں کے بچوں کے لیے تعلیمی مدد فراہم کی گئی۔

حضورِ انور نے ان کی مساعی کو سراہتے ہوئے توجہ دلائی کہ فرانس تو پہلے ہی ایک خوشحال ملک ہے، لہٰذا آپ کو خدمت خلق کے تحت افریقہ کے غریب لوگوں کی مدد کے لیے بھی کچھ رقم بھیجنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

امور طالبات

اس کے بعد حضورِ انور نے سیکرٹری امور طالبات سے دریافت فرمایا کہ یونیورسٹی میں کتنی طالبات زیرِ تعلیم ہیں؟

جس پر انہوں نے عرض کیا کہ ان کی تعداد باسٹھ ہے۔ حضورِ انور نے ان کا جماعت کے ساتھ تعلق کے بارے میں بھی دریافت فرمایا نیز تلقین فرمائی کہ ان کو جماعت کے ساتھ وابستہ کریں،

جماعت کے پروگراموں میں شامل کریں اور انہیں نماز اور قرآن کریم کی تلاوت کے بارے میں تاکید کریں۔ چونکہ وہ دنیاوی علم حاصل کر رہی ہیں، اس کے ساتھ انہیں دینی علم بھی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، انہیں بتائیں کہ صرف دنیاوی علم کے پیچھے نہ بھاگیں اور میرے خطبات کو باقاعدگی سے سنا کریں۔

تحریکِ جدید اور وقف جدید

سیکرٹری تحریکِ جدید اور وقف جدید سے گفتگو کرتے ہوئے حضورِ انور نے لجنہ ممبرات کے ان دو تحریکات میں موثر کردار کے بارے میں بات کی اور نصیحت فرمائی کہ انہیں تحریک جدید اور وقف جدید کی مدّ میں نیشنل جماعت کی کُل شراکت کا ایک تہائی حصہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ نیز فرمایا کہ آپ کو نومبائعات کو بھی اس میں شامل کرنا چاہیے۔

جنرل سیکرٹری

اس کے بعد حضورِ انور نے جنرل سیکرٹری سے دریافت فرمایا کہ مجموعی طور پر کتنی مجالس ہیں اور کیا تمام مجالس اپنی رپورٹس بھجتی ہیں نیز ان میں سے کتنی فعّال ہیں؟

اس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ کُل سترہ مجالس ہیں، جن میں سے پندرہ باقاعدگی سے اپنی رپورٹس بھجتی ہیں، اور بیاسی فیصد لجنہ فعّال اور باقاعدہ رابطے میں ہیں۔

حضورِ انور نے مزید دریافت فرمایا کہ کیا موصوفہ رپورٹس موصول ہونے پر فیڈ بیک فراہم کرتی ہیں؟
انہوں نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے اثبات میں جواب دیا کہ وہ فیڈ بیک دیتی ہیں اور اس حوالہ سے صدر صاحبہ لجنہ کے ساتھ مل کر کام کرتی ہیں۔

حضورِ انور نے درست فیڈ بیک کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے توجہ دلائی کہ کسی بھی کمی کی نشاندہی کرنا اور اس کو دُور کرنے کے لیے کام کرنا انتہائی ضروری ہے۔

موصوفہ نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ پوری کوشش کرتی ہیں کہ درست فیڈ بیک فراہم کیا جائے۔
ان کے بعد نائب جنرل سیکرٹری کو بھی اپنا تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

تعلیم

پھر حضورِ انور نے سیکرٹری تعلیم سے دریافت فرمایا کہ کیا انہوں نے لجنہ ممبرات کے لیے جماعت کے لٹریچر کو بنیاد بناتے ہوئے کوئی علمی امتحانات منعقد کیے ہیں؟

موصوفہ نے اس حوالے سے عرض کیا کہ پچھلے سال کے دوران انہوں نے اپنے باقاعدہ نصاب اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی تصنیف ”گناہ سے نجات کیوں کر مل سکتی ہے“ (روحانی خزائن، جلد ۱۸، صفحات ۶۲۱ تا ۶۵۱) پر مبنی تین معروضی قسم کے امتحانات کا انعقاد کروایا تھا۔
حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ کیا اس کتاب کا فرانسیسی ترجمہ موجود ہے؟ انہوں نے اس کی تصدیق کی نیز عرض کیا کہ وہ اس کتاب کا بُک کلبز، مختلف مجالس اور یہاں تک کہ نیشنل عاملہ کی میٹنگز میں بھی اکٹھے مطالعہ کرتی ہیں۔

حضورِ انور نے استفسار فرمایا کہ کیا تمام ممبرات نیشنل عاملہ نے یہ کتاب پڑھی ہے؟ اسی طرح تاکید فرمائی کہ پہلے عاملہ کی ممبرات کو اس پر عمل کرنا چاہیے۔

تجنید

سیکرٹری تجنید سے بات کرتے ہوئے حضورِ انور نے ان کے تجنید کے اعداد و شمار کی درستی اور معلومات جمع کرنے کے طریقۂ کار کے بارے میں استفسار فرمایا۔

جس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ وہ مختلف مجالس کی مقامی تجنید سیکرٹریوں سے معلومات حاصل کرتی ہیں۔
حضورِ انور نے نصیحت فرمائی کہ مقامی تجنید سیکرٹریوں کو یہ بتائیں کہ وہ انفرادی طور پر گھروں سے رابطہ کر کے ڈیٹا کی تصدیق کریں۔
صرف جماعت کی جانب سے دیے گئے اعداد و شمار پر بھروسہ نہ کریں۔ آپ کو جماعت کے علاوہ اپنی کوششیں کرنی چاہئیں۔

ناصرات

حضورِ انور نے سیکرٹری ناصرات سے دریافت فرمایا کہ فرانس میں ناصرات کی تعداد کتنی ہے؟ ان کے لیے منعقد کردہ پروگراموں کے بارے میں بھی دریافت فرمایا!

جس پر انہوں عرض کیا کہ ان کی کُل تعداد ایک سَو چھپن ہے۔
حضورِ انور نے ان کے لیے منعقد کردہ پروگراموں کے بارے میں بھی دریافت فرمایا، جس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ ہر ماہ ایک کلاس منعقد ہوتی ہے جس میں قرآن کریم، حدیث اور اسلامی تاریخ کا احاطہ کیا جاتا ہے اور ہر مہینے ایک اہم موضوع پر توجہ دی جاتی ہے۔

حضورِ انور نے نصیحت فرمائی کہ ان چیزوں کے علاوہ، ان نوجوان لڑکیوں کو اسی عمر سے یہ سکھائیں کہ نماز ادا کرنا، قرآن کریم پڑھنا اور جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

دنیاوی امور کے ساتھ ساتھ دینی علم بھی حاصل کریں، خاص طور پر فرانس میں جہاں دنیاوی معاملات پر زور دیا جاتا ہے۔ دین کے بارے میں سیکھنے پر زیادہ توجہ دیں،
کیونکہ یہی ہماری کامیابی کا راستہ ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا: ہمارا ایک مقصد ہے۔
اگر ہم ناصرات کو ابتدائی عمر سے ہی تربیت اور تعلیم دیں، تو جب وہ لجنہ میں شامل ہوں گی، تو وہ صحیح طریقے سے شمولیت اختیار کریں گی۔ لیکن اگر وہ بغیر اچھے نمونوں اور صحیح تربیت کے لجنہ میں شامل ہوں گی تو وہ آئندہ نسلوں کی راہنمائی نہیں کر پائیں گی۔
اس لیے آنے والی نسلوں کی دیکھ بھال کرنا ایک اہم ذمہ داری ہے۔
اس مقصد کے لیے ہر ممکن کوشش کریں اور پروگرام ترتیب دیں۔

محاسبہ مال

اس کے بعد محاسبہ مال کو اپنا تعارف پیش کرنے کا موقع ملا، جس پر حضورِ انور نے ان کے آڈٹنگ (auditing) کے کام کو سراہا۔

مال

پھر حضورِ انور نے سیکرٹری مال سے بجٹ کے امور پر گفتگو فرمائی نیز دریافت فرمایا کہ کیا تمام ممبرات اپنے چندے مقررہ شرح کے مطابق ادا کرتی ہیں؟

جس پر انہوں نے عرض کیا کہ کچھ ممبرات ایسا نہیں کرتیں۔
حضورِ انور نے مشاہدہ کیا کہ لجنہ کی چندہ کی شرح کافی کم ہے تو فرمایا کہ اگر ممبرات کبھی کبھار باہر سے برگر خریدنے سے پرہیز کریں تو وہ آسانی سے اس کا انتظام کر سکتی ہیں۔

صدر لجنہ ہیڈ کوارٹرز

اس کے بعد حضورِ انور نے صدر لجنہ ہیڈ کوارٹرز سے گفتگو کی اور ان سے دریافت فرمایا کہ ان کی مجلس میں کتنی ممبرات ہیں؟

جس پر انہوں نے اپنی مجلس کی ممبرات لجنہ کی تعداد کی بابت عرض کیا۔

حضورِ انور نے تلقین فرمائی کہ وہ بہترین تربیتی پروگرام تیار کریں اور ہر لحاظ سے اچھا نمونہ قائم کریں، خاص طور پر پردہ، نماز، قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت اور دینی علم کے حصول کے حوالے سے۔ نیز فرمایا کہ اللہ کو گواہ بنائیں اور اپنی صورتحال کا جائزہ لیتی رہیں، پھر ان کے سامنے اپنا نمونہ پیش کریں اور ان کی تربیت کریں۔

واقفاتِ نَو

حضورِ انور نے معاونہ صدر برائے واقفاتِ نَو سے استفسار فرمایا کہ فرانس میں کُل کتنی واقفات ہیں، کیا ان کو وقف نَو کا نصاب پڑھایا جاتا ہے، کیا ان کے لیے کوئی پروگرام ترتیب دیے جاتے ہیں اور کیا وہ اس کے بارے میں رپورٹس بھیجتی ہیں؟

موصوفہ نے اس پر فرانس میں واقفاتِ نَو کی تعداد عرض کی اور یہ بھی تصدیق کی کہ ان کی کلاسیں باقاعدگی سے منعقد کی جا رہی ہیں۔

عاملہ ممبرات کے ساتھ گفتگو کے بعد حضورِ انور نے صدر صاحبہ لجنہ سے دریافت فرمایا کہ کیا ان کے پاس کچھ اور کہنے کے لیے ہے؟
انہوں نے عرض کیا کہ کچھ سیکرٹریز کے پاس سوالات ہیں جنہیں وہ پوچھنا چاہتی ہیں۔
اس پر حضورِ انور نے از راہِ شفقت انہیں سوالات پیش کرنے کی اجازت دی۔

سب سے پہلا سوال جو حضورِ انور کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا وہ یہ تھا کہ
حضور! آپ فرانس کی لجنہ کو دنیاداری کے پیشِ نظر روحانیت میں بڑھنے کے لیے کیا نصیحت فرما سکتے ہیں؟

حضورِ انور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اپنے نمونے قائم کرو۔ لجنہ کو بتاؤ کہ ہمارا مقصد کیا ہے، ہم احمدی کیوں ہیں اور ان ملکوں میں رہ کر ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں؟ ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ قرآنِ کریم کو پڑھیں اور سمجھیں۔ دینی علم کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

سیکرٹری تربیت اور لجنہ کی عاملہ ان کے سامنے اپنا صحیح نمونہ پیش کرے اور خود عمل کرنے والی ہو تو دوسری لجنہ کی ممبرات کو بھی احساس پیدا ہو گا کہ ہم نے بھی صحیح کام کرنا ہے۔ جب تک سیکرٹری تربیت اور لجنہ کی عاملہ ہر سطح پر، لوکل، مقامی لجنہ کی عاملہ اور نیشنل عاملہ بھی اپنے عملی نمونے قائم نہیں کرے گی، تو اس وقت تک لوگوں میں تربیت کا احساس پیدا نہیں ہو سکتا، وہ کہیں گی کہ آپ کچھ اور کرتی ہیں اور ہمیں کچھ اور کہتی ہیں۔ اور spritual progress کو improve کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کو بتاؤ کہ اس مادی دنیا میں رہتے ہوئے ہم نے بطور احمدی مسلمان دنیا کو اسلام کے قریب لے کے آنا ہے اور وہ اس وقت تک نہیں لے کے آسکتے جب تک ہم اپنی حالتوں کو بہتر نہیں کرتے، اپنے عمل کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق نہیں بناتے اور اس کے لیے سب سے پہلے تو اپنی عاملہ کو کہیں کہ اپنے نمونے ہر سطح پر قائم کرے۔ تو پھر لوگوں کو نصیحت کریں۔

تو اس طرح پھر جب لوگ دیکھیں گے کہ عاملہ نیکیوں کی طرف جا رہی ہے اور حقیقت میں واقعی نیک بن گئی ہے اور تربیت کی طرف ان کی توجہ ہے اور عبادت کی طرف ان کی توجہ ہے، اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پڑھنے کی طرف ان کی توجہ ہے، قرآن کریم پڑھتی ہیں، جھوٹ سے ان کو نفرت ہے، سچائی پر یہ قائم ہیں، جو بات کہتی ہیں سچ کہتی ہیں، حق کہتی ہیں اور دین کا علم حاصل کرنے کی طرف توجہ کرتی ہیں، تو پھر لوگوں کی بھی توجہ پیدا ہو گی۔ اگر ہمارے اپنے نمونے اچھے نہیں ہیں تو لوگوں کی تربیت بھی نہیں کر سکتیں۔

ایک عاملہ ممبر نے اس حوالے سے راہنمائی طلب کی کہ مختلف مجالس کی تجنید میں کچھ ایسی لجنہ کے نام بھی ہیں، جن کا جماعت سے بہت دیر سے تعلق یا رابطہ نہیں ہے، یہاں تک کہ ان کے کوائف بھی تبدیل ہو چکے ہیں اور ہمیں درست تجنید بنانے میں مشکل پیش آتی ہے۔

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ ان سے رابطہ کریں۔ اگر وہ جماعت سے رابطہ رکھنا چاہتی ہیں اور اپنے آپ کو احمدی کہتی ہیں تو پھر ان کو شامل کریں۔ نہیں تو ان کو کہہ دیں کہ پھر ہم تجنید سے تمہارا نام کاٹ دیتے ہیں۔ فی الحال ایسی جو ہیں، جن کا رابطہ نہیں ہے، ان کی ایک علیحدہ لسٹ بنا دیں۔ ان کو اپنی main تجنید میں شامل نہ کریں۔ لیکن ایسے لوگوں میں شامل کریں جن کا نام لکھا ہو کہ قابلِ اصلاح یا قابلِ رابطہ۔

پھر کوشش کریں ان کے جو واقف کار ہیں، کوئی نہ کوئی احمدی ان کا واقف ہو گا، وہ ان سے جا کے پیار سے پوچھیں کہ تمہارا نام ہم نے ابھی تک جماعت کی لسٹ میں رکھا ہوا ہے، آیا رکھیں یا کاٹ دیں تم بتا دو؟ اگر وہ کہے کہ کاٹ دو، میرا کوئی تعلق نہیں، تو کاٹ دیں۔ لیکن اس کی علیحدہ لسٹ بنا لیں۔ جو mainstream جماعت کی تجنید ہے اس میں ان کو فی الحال نہ رکھیں۔ لیکن اگر آپ لوگوں کے اچھے نمونے ہوں گے، اچھے اخلاق ہوں گے، لوگوں کو قریب لانے کی کوشش کریں گی، بعض لوگوں کی سہیلیاں ہوتی ہیں، تعلق والے ہوتے ہیں، جن کے ذریعہ سے وہ تعلق رکھنا چاہتے ہیں لیکن عہدیداروں کے رویہ کی وجہ سے وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

لیکن اگر آپ لوگوں کے اچھے نمونے ہوں گے، اچھے اخلاق ہوں گے، لوگوں کو قریب لانے کی کوشش کریں گی، بعض لوگوں کی سہیلیاں ہوتی ہیں، تعلق والے ہوتے ہیں، جن کے ذریعہ سے وہ تعلق رکھنا چاہتے ہیں لیکن عہدیداروں کے رویہ کی وجہ سے وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں- ان کو ان لوگوں کے ذریعہ سے، جن سے ان کے اچھے تعلقات ہیں، قریب لانے کی کوشش کریں۔ عہدیدار اپنے رویے ٹھیک کریں، نرمی اختیار کریں، پیار سے، تعلق سے قریب لانے کی کوشش کریں۔ پھر بعض لوگ ٹھیک بھی ہو جاتے ہیں۔

یہ سارا جائزہ لینا ہو گا لیکن فی الحال ان کی ایک لسٹ بنالیں اور جو باقاعدہ شامل ہیں ان کی علیحدہ لسٹ بنالیں۔

ایک سوال کیا گیا کہ بطور نیشنل عاملہ ممبرات ہم اپنے اندر یہ روح کیسے پیدا کریں کہ خلیفۂ وقت کے ہر حکم، فیصلے، ہدایت اور راہنمائی کو سب سے مقدّم رکھیں، نیز خلیفۂ وقت کے احکامات پر توجیہات نکالنے اور اپنی ذاتی سوچ، رشتے داریوں اور دوستیوں کا خیال رکھنے کی بجائے ہم اپنے اندر اطاعت کا مادہ کیسے پیدا کریں؟

اگر اللہ تعالیٰ کی بات ہی نہیں ماننی تو خلیفۂ وقت کی کیا بات مانیں گے لوگ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ میاں نے کہا کہ تمہارا بنیادی کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، جس مقصد کے لیے تمہیں پیدا کیا گیا ہے، اگر یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ہمیں جس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے وہ اللہ کی عبادت ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے پھر ان باتوں پر عمل کرنا ہے جن کا اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دیتا ہے۔

عبادت کا یہی مطلب ہے کہ صحیح عابد بندے بنو، عاجز بندے بنو، عبادت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو حکم ہے اس پر عمل کرو۔ تو جو لوگ عہد کرتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدّم رکھیں گے، ہم اپنی قربانیاں دینے کے لیے تیار ہوں گے، لجنہ کا عہد دُہراتی ہیں، اس کے باوجود بات نہیں مانتے اور خلیفۂ وقت کو صرف خط لکھ کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے کام کر لیا اور ذاتی انائیں ان پر مقدّم ہو جاتی ہیں اور جو مقصد ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ تو اس لیے رشتہ داریوں کا پاس نہیں ہونا چاہیے۔

اگر اللہ تعالیٰ کی بات ہی نہیں ماننی، تو خلیفۂ وقت کی کیا بات مانیں گے لوگ۔ یہ تو ایک مسلسل کوشش ہے، مَیں بھی جس کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں، لجنہ کے خطابات میں توجہ دلاتا رہتا ہوں، تقریروں میں توجہ دلاتا رہتا ہوں، اجتماع پر ابھی مَیں نے توجہ دلائی۔ تو یہ احساس اگر خود پیدا نہیں ہو گا تو پھر جتنا مرضی کوئی کہتا رہے اس کا اثر نہیں ہو گا۔ کہتے ہیں کہ کسی سوئے ہوئے کو جگانا تو آسان کام ہے کہ جاگو اور نماز پڑھ لو لیکن جو پہلے ہی جاگا ہوا ہے اور ڈھیٹ بن کے سویا ہوا بنا ہے، مچلا بن گیا ہے، اس کو ہم کس طرح سمجھا سکتے ہیں جس نے عمل ہی نہیں کرنا؟

اس لیے پہلے بے نفس ہونے کی ضرورت ہے اور جو نہیں ہو گا تو وہ پھر گنہگار ہے، اگر پھر بھی عہدیدار اپنی اصلاح نہیں کرتیں اور اس پر عمل نہیں کرتیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم ہیں تو پھر وہ اللہ کے نزدیک گنہگار ہیں۔ اس دنیا میں تو انسانوں کو دھوکا دے لیں گے، اگلے جہان میں تو دھوکا نہیں دیا جا سکتا، اللہ میاں پھر آپ ہی پکڑے گا کہ تم نے رشتہ داریوں کا پاس زیادہ کیا اور جو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا اس پر کم چلے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہر عاملہ کے ممبر کو پہلے اپنا نمونہ قائم کرنا چاہیے کہ ہمارا ایسا نمونہ ہو جسے دیکھ کر لوگ اپنی اصلاح کریں۔ اور سب سے مقدّم یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم ہیں، اس کے بعد رشتہ داریاں اور باقی تعلقات ہیں۔ اس طرف کوشش کرنی چاہیے۔

ایک عاملہ ممبر نے عرض کیا کہ باہر کے ماحول سے متاثر اور پریشر ائزڈ (pressurized) ہو کے اکثر بچیاں بے پردگی کی طرف آرہی ہیں اور والدین بھی ان کو ٹھیک سے گائیڈ نہیں کر پارہے ہیں، آپ اس بارہ میں کیا راہنمائی فرمائیں گے؟

حضورِ انور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ والدین کو چاہیے کہ ان سے دوستی پیدا کریں، تعلق پیدا کریں اور جن کے ماں باپ جاہل ہیں، پڑھے لکھے نہیں اور لڑکیاں پڑھ لکھ گئی ہیں، متاثر ہو رہی ہیں، ان سے لجنہ تعلق پیدا کرے اور نیک نیتی سے اور دوست بنا کے تعلق پیدا کرے، ان کے ہمدرد بن کے تعلق پیدا کرے، ان کو بتائے کہ ہم تمہارے ہمدرد ہیں۔

جب تک احمدی ہیں، ہم اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں تو ہم نے دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے، ہمیں اس عہد کو پورا کرنا چاہیے اور یہ دنیا تو چند دن کے بعد ختم ہو جائے گی۔ لیکن جو ہمیشہ کی دنیا رہنے والی ہے وہ تو اگلے جہان کی دنیا ہے، اس کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے اور اگر ہم یہ کریں گے تو ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو جائیں گے، نہیں تو یہ چند دن کی دنیا گزار کے ہم تباہ ہو کے اس دنیا سے چلے جائیں گے، کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

تو آہستہ آہستہ سختی سے نہیں، پیار سے سمجھاؤ، دین کے قریب لاؤ، بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے کتنا تمہارے پر احسان کیا ہے، تمہیں نعمتیں عطا کی ہیں، تم لوگ غریب تھے، تمہیں یہاں لا کے ان ملکوں میں اللہ تعالیٰ نے بہتر حالات تمہارے پیدا کر دیے، تمہیں پڑھنے کے زیادہ موقعے مل گئے، تمہیں ترقی کے زیادہ موقعے مل گئے، تو ان باتوں کی قدر کرو اور اپنی حالتوں کو بہتر کرو۔ تو پھر ہی تم اللہ کے ہاں اس دنیا میں بھی reward حاصل کرو گے اور اگلے جہان میں بھی۔

تو پیار سے، محبّت سے اگر تعلق ہو اور ساری عاملہ نیک نیتی سے، ایک ہو کے، اللہ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اپنی اصلاح بھی کرے اور اپنے آپس کے تعلقات میں بھی بہتری پیدا کرے اور جماعت کی جو لجنہ ممبرات ہیں، ان کے ساتھ بھی تعلقات پیدا کرے، ان کی اصلاح کی کوشش کرے اور پیار اور محبّت سے ہر ایک سے پیش آئے، ذاتی انائیں ختم کر دے، ذاتی رشتے داریوں کے تعلقات کو preference نہ دے بلکہ preference یہ ہو کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو پھر لوگوں کی اصلاح بھی ہم کر سکتے ہیں، نہیں تو پھر جتنا مرضی زور لگا لیں، ہم پھر اصلاح نہیں کر سکتے۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل ۲۴ اکتوبر ۲۰۲۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہے اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔“

(اخبار بدر ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء۔ جلد ۱۲ نمبر ۲۔ صفحہ ۴)

سنو! آزاد کیوں نہیں رہتے ؟

سنو! آزاد کیوں نہیں رہتے ؟
کیوں خود کو ستاتے ہو؟ کیوں خود کو رلاتے ہو؟
کیوں ہاتھ پہ اس کے، خود کو بیچ بیٹھے ہو؟
اسی کی گرفت میں خود کو مقفّل کر بیٹھے ہو
سنو! آزاد کیوں نہیں رہتے؟ کیوں اپنے خیالوں میں
کیوں اپنے حوالوں میں، اسی کا ذکر کرتے ہو
اسی کی چاہت کو لے کر، دن سے رات کرتے ہو
ذرا سے لب ہلیں جو تو، ہمہ تن گوش ہوتے ہو
سنو! آزاد کیوں نہیں رہتے کیوں؟
کیوں اس کی اک کہی کو تم، عمل میں ڈھال لیتے ہو
تم لوگ ہو کیسے، جو اس کے اک اشارے پہ
تن من وار دیتے ہو
سنو! آزاد کیوں نہیں رہتے؟
سنا جو ہم نے اس سے تو، ہنس کے ہم بولے
تجھے ہو کیا خبر اس سے، یہ کیسی اک غلامی ہے
یہ کیسا ایک زنداں ہے، جو دنیا بھر کی تکلیفوں
زمانے بھر کی فکروں سے، ہمیں آزاد کرتا ہے
حصارِ امن ہے جس میں
سبھی قوتیں مل کر، یک مشت ہوتی ہیں
سنو! اے بے خبر لوگو! وہ ایسا شخص ہے کہ جو
ہمارا درد رکھتا ہے، ہماری سب بلاؤں کو
دعا سے ٹال دیتا ہے، ہمیں دنیا کی پالیدی سے
جو یوں پاک رکھتا ہے، ہماری فکر رکھتا ہے
ہماری چاہ رکھتا ہے، نہیں قابل میں ذرہ بھی
وہ جتنا پیار رکھتا ہے، عجب وہ شخص ہے کہ جو
خدا کے اک عنایت ہے، خدا کا فضل ہے ہم پہ
ہمیں اس کی رفاقت ہے، ہمیں اس کی رفاقت ہے

مکرمہ مبشرہ صدف صاحبہ، سیکرٹری تعلیم، مجلس ۹۵ سی

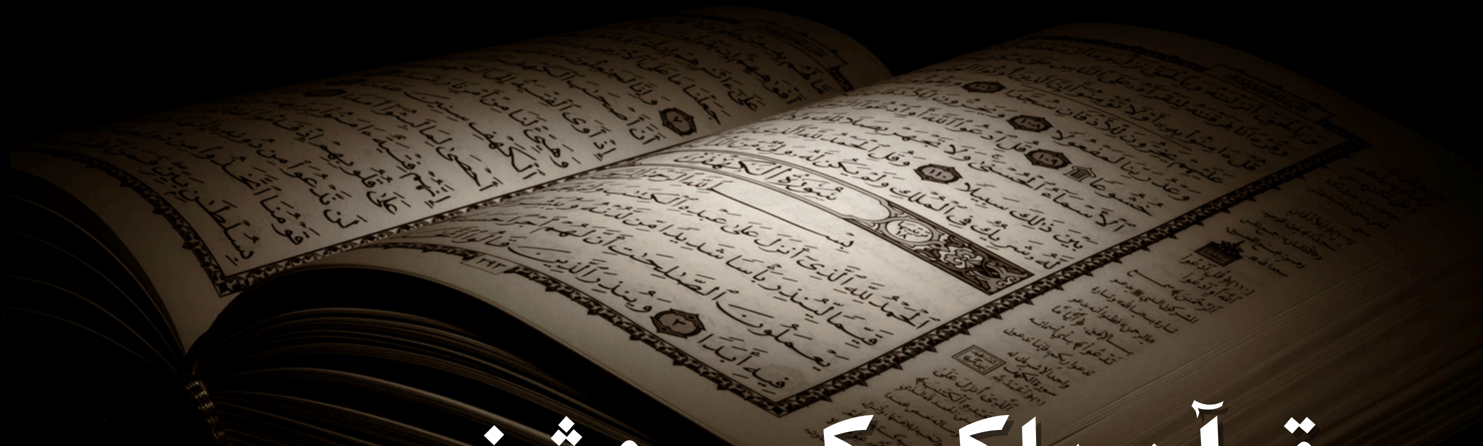

قرآن پاک کی روشنی میں
لفظ نار یعنی آگ

ہاجرہ اشتیاق مجلس 93اے نیشنل سیکرٹری تعلیم

آگ ایک ایسا عنصر ہے جس کی فطرت میں رکنے کا تصور نہیں، اس کی سرشت میں سکون نہیں۔ نہ ہی اس میں مٹی کی طرح ڈھل جانے کی صلاحیت ہے۔ اس میں ایک ولولہ اور جوش پایا جاتا ہے اور یہ ارد گرد پھیل کر اپنے ماحول کو بھی متاثر کرتی ہے۔

آگ جب منفی خیالات، جذبات اور شخصیات کا اظہار کرے جیسے شیطان، جہنم، جنگ، تباہی، حسد، بغض وغیرہ تو اس سے تکبر اور انانیت ٹپکتی ہے لیکن تصویر کا دوسرا رخ دیکھیں تو آگ کا کام صرف جلانا ہی نہیں ہے بلکہ وہ آگ بھی ہوتی ہے جو اپنے ماحول کو روشن کرتی ہے اللہ تعالیٰ کا نور، محبت الٰہی کی آگ، نصرت الٰہی کی آگ، ایمان کی گرمی یہ سب ایسی آگ ہیں جو بجھائے نہیں بجھتیں۔

شیطان / ابلیس کی ناری صفات:

اللہ تعالیٰ کے کہنے پر سب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی اطاعت کی لیکن ابلیس نے تکبر اور نافرمانی کرتے ہوئے کہا کہ

قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ﴿١٣﴾

”میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے گیلی مٹی سے پیدا کیا ہے۔“(سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۳)

جہنم کا تمثیلی بیان:

قرآن کریم میں متعدد جگہ پر جہنم کی مثال آگ سے دی گئی ہے۔

اہل جہنم یا شیطان کے ساتھیوں کو اصحاب النّار کہا گیا ہے اور برے اور دردناک انجام کو عذاب الحریق، عذاب الجحیم اور عذاب السعیر کی تمثیل سے بیان کیا گیا ہے لیکن اسے صرف ظاہری یا مادی آگ نہیں سمجھا جاسکتا بلکہ یہ محض ایک تمثیل ہے۔

منافقت کی آگ:

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۸ میں بھی آگ کا ذکر ہے:

مَثَلُہُمۡ كَمَثَلِ الَّذِی اسۡتَوۡقَدَ نَارًا ﴿۱۸﴾

ان کی مثال اس شخص کی حالت کی مانند ہے جس نے آگ بھڑکائی۔

کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عربی زبان میں لفظ آگ جنگ کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ منافقوں نے مسلمانوں کو ہرانے کے لیے کفار سے لڑوا دیا لیکن جب جنگ پھیل گئی تو نتیجہ الٹ نکلا مسلمان جیت گئے اور اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو ایسی حالت میں چھوڑ دیا کہ انہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔

دلوں پر لپکنے والی آگ:

سورۃ الھمزہ میں ”حطمہ“ نامی آگ کا ذکر ہے جو ایٹم میں بند ہوتی ہے وہ مادہ جس میں یہ آگ بند ہے پھٹنے سے پہلے ”عمد ممددہ“ کی شکل اختیار کرتا ہے یعنی بڑھتے ہوئے اندرونی دباؤ کی وجہ سے پھیلنے لگتا ہے اور اس کی آگ انسانی بدن جلانے سے پہلے ان کے دلوں پر لپکتی ہے اور انسان کے دل کی حرکت بند ہو جاتی ہے۔ تمام سائنسدان گواہ ہیں کہ بالکل یہی واقعہ ایٹم بم پھٹنے سے رونما ہوتا ہے۔

ھاویہ / نار حامیہ:

سورۃ القارعہ میں ہولناک جنگوں کی تباہ کاری کا ذکر ہے۔ اُس وقت جن قوموں کے پاس زیادہ بھاری جنگی سامان ہوں گے وہ فتحیاب ہوں گی اور جن کے جنگی سامان نسبتاً ہلکے ہوں گے وہ جنگ کی ھاویہ میں گرائی جائیں گی۔ ھاویہ کے معنی ایک بھڑکتی ہوئی آگ کے ہیں۔

ٹھنڈی ہو جانے والی آگ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب متکبر سرداروں نے آگ میں ڈالا تو جیسا حضرت ابراہیمؑ کا خدا تعالیٰ پر ایمان اتنا پختہ تھا کہ انہیں خدا تعالیٰ کی خاطر آگ میں پڑنے سے کوئی خوف اور غم نہ تھا اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں آپ اتنے پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۷۰﴾

اور وہ آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ سورۃ الانبیاء ایت ۷۰

یہاں آگ سے مراد مخالفت کی آگ بھی ہے اور حقیقی آگ بھی ہو سکتی ہے۔ آگ کے ٹھنڈا پڑ جانے سے مراد یہ ہے کہ اس کی تپش کو ہلاک کرنے کی توفیق نہیں ملے گی بلکہ وہ آگ خود ہی ٹھنڈی ہو جائے گی۔

ہے ازل سے یہ تقدیر نمرودیت

آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی

مخالفت کی آگ:

سورۃ البروج کی آیات چھ تا نو میں ظالموں کی طرف سے مومنین کو جلانے کی مذموم کوششوں کی پیشگوئی موجود ہے۔ آج کے زمانے میں مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احمدیوں پر کئے جانے والے مظالم پر یہ پیشگوئی صادق آتی ہے۔ بارہا مظلوم احمدیوں کو جلانے کی کوشش کی گئی اور لوگ بیٹھے تماشہ دیکھتے رہے اور ظالموں کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی گئی۔ احمدیوں کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ آنے والے موعود پر ایمان لے آئے۔ مگر اللہ تعالیٰ خود احمدیوں کی حفاظت کے سامان فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا کہ
"مجھے آگ سے مت ڈراؤ کیونکہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔"

آسمان سے برسنے والی آگ:

سورۃ الدخان اور سورۃ المرسلات میں ایٹمی جنگ کی پیشگوئی موجود ہے جب آسمان سے شعلے برسائے جائیں گے۔ آسمان اُن پر ایسی ریڈیائی لہریں برسائے گا کہ اسکے سائے تلے وہ ہر امن سے محروم ہو جائیں گے۔ سورۃ الرحمان کی آیت نمبر ۳۶،۳۷ میں آسمان سے برسائی جانے والی آگ سے کاسمک ریز اور بموں کی طرف اشارہ ہے۔

ابولہب اور اس کی بیوی کا بیان:

سورۃ اللھب کی آیات ۳ تا ۵ میں ابولہب اور اس کی بیوی کے بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہونے کا ذکر ہے۔ اس حالت میں اس کی

بیوی ایندھن اٹھائے ہوئے ہوگی اور اسکی گردن میں رسہ ہوگا۔ اس کی تفسیر کچھ یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابو لہب آپ کے خلاف جنگ کی آگ بھڑکاتا پھرتا تھا اور اس کی بیوی بھی اس میں ممد و معاون تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں اور آئندہ آنے والے اسلام کے تمام مخالفین کے بارے میں فرمایا کہ جو آگ وہ بھڑکائیں گے اس میں وہ خود داخل ہوں گے اور وہ مطیع قومیں جو جنگ کا ایندھن مہیا کرنے میں ان کی مدد کریں گیں ان کے نصیب میں توپھانسی کے پھندے کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔

روحانی ہدایت کی آگ:

سورۃ طٰہٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کشفاً آگ دیکھنے کا ذکر ہے۔

آیت نمبر ۱۱ میں ایک کشفی آگ کا ذکر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی اور کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے یہ ظاہری آگ نہیں تھی بلکہ خدا تعالیٰ کی تجلی کے لیے استعارتاً آگ کا لفظ بولا گیا ہے اللہ تعالی نے اپنا جلوہ حضرت موسی علیہ السلام کو دکھایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رشتہ داروں سے کہا کہ اگر یہ تجلی شخصی ہے تو میں اپنے لیے ہدایت حاصل کروں گا اور اگر یہ تجلی قومی ہے تو میں تمہارے لیے روشنی، ہدایت اور تعلیم کا سامان لاؤں گا۔

اسلامی عبادات کی تاثیر:

صلوٰۃ: اسلامی ارکان میں سے دوسرا رکن صلوٰۃ ہے۔ لفظ صلوٰۃ کا ایک مطلب "جلانا" بھی ہے یعنی انسان اپنے گناہوں اور نفسانی خواہشات کو جلا کر اپنا تزکیہ کرے۔

روزہ: روزہ بھی اسلامی ارکان میں سے ہے۔ رمضان کے روزے مسلمانوں پر فرض کیے گئے ہیں لفظ رمضان "رمض" سے نکلا ہے جس کے معنی تپش کے ہیں ایسی تپش جو گناہوں کو دور کرے اور تزکیہ نفس میں مدد دے۔

خلاصہ کلام یہی ہے کہ اللہ تعالی کے اذن سے ہی اس کائنات کی ہر چیز کام کر رہی ہے۔ قانون قدرت اور اس کی حکمتوں کے بارے میں ہمارا علم ناقص اور سطحی ہے۔ وہ شعلہ جس پر سوار ہو کر انسان آسمان پر جانے کی سعی کرتا ہے یعنی راکٹ وغیرہ یہ بھی اللہ کی تقدیر کے تابع کام کرتے ہیں ورنہ وہی آگ ان کو بلندیوں تک پہنچانے کی بجائے جلا کر بھسم بھی کر سکتی ہے۔

اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمان پر اُڑنے والے جہازوں کے متعلق یہ پیشگوئی موجود ہے کہ وہ آگ سے چلنے والی سواریاں ہوں گی مگر وہ آگ ان مسافروں کو جو ان میں بیٹھیں گے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ سورۃ الواقعہ آیات ۷۲ تا ۷۴۔ سورۃ الکھف کی آیات ۳۳ تا ۴۴ میں ایسے باغوں کی مثال دی گئی ہے جن پر انسان فخر کرتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی فرمادی گئی ہے کہ جب خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے بگولے تمہاری نعمتوں پر اتریں گے تو تمہیں خاکستر کر دیں گے۔

حال ہی میں امریکہ کے شہر لاس اینجلس میں بہت بڑے پیمانے پر آگ لگنے سے ایک قیامت کا نمونہ دیکھا گیا۔ محل نما گھر زمین بوس ہو گئے اور سارا علاقہ ایک کھنڈر میں تبدیل ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے ساتھ قدرتی آفات کثرت سے آنے کی پیشگوئیاں اور الہام بھی ملتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”دنیا میں ایک نظیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا مگر خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“(تذکرہ صفحہ ۱۰۴)

یہ آگ، یہ طوفان، یہ زلزلے، یہ تباہیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہیں اور تقاضہ کرتی ہیں کہ مخلوق اپنے خالق کو پہچانے، اسکی توحید کا اقرار کرے اور اس طرح ایک نئی زندگی پائے۔

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

نوٹ : اس مضمون کی تیاری کیلئے تفسیر صغیر اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ترجمہ تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس سے مدد لی گئی ہے۔

”خلافت احمدیہ سے اپنی
وفا، اخلاص اور محبت کے رشتے کو مضبوط تر کرتے چلے جائیں“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع ۲۰۰۷ء کے موقع پر خدام اور اطفال کے نام اپنے پیغام میں فرمایا: ”خلافت احمدیہ سے اپنی وفا, اخلاص اور محبت کے رشتے کو مضبوط تر کرتے چلے جائیں۔ اس سے ایسی الٰہی محبت آپ کے دلوں میں ہو کہ اس کے مقابل پر تمام دوسرے رشتے آپ کو کمتر نظر آنے لگیں۔ یاد رکھیں وہی شاخ پھول پھل سکتی ہے جو درخت کے ساتھ پیوستہ ہو۔ آج آپ کی تمام خوشیاں کامیابیاں اور ترقیات خلافت احمدیہ سے وابستہ کر دی گئی ہیں۔ خلافت ہی آپ کے دین کو مضبوط کرے گی، آپ کے خوف کو امن میں بدلے گی۔
جس قدر آپ کا تعلق خلافت سے مضبوط ہو گا اسی قدر آپ روحانیت میں ترقی کریں گے اسی سے آپ کی آئندہ نسلوں کی تربیت ہو گی، اسی سے آپ کا دین سنورے گا اور اسی سے آپ کی دنیوی فلاح وبہبود کے راستے کھلیں گے۔

آپ خوش قسمت ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خلافت جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے۔ اس حبل اللّٰہ کو مضبوطی سے تھام لیں۔ اس سے دلی وابستگی کی برکت سے آپ کا آپس میں پیار و محبت بھی بڑھے گا اور دنیا میں حقیقی توحید کا قیام ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو اس نعمت کی قدر کرنے کی توفیق دے اور ہمیشہ اپنے شکر گزار بندوں میں شامل رکھے۔ دعائیں بھی کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ جماعت اور خلیفۂ وقت کے باہمی تعلق کو ہمیشہ تقویٰ پر استوار رکھے اور اسے مضبوط سے مضبوط تر کرتا چلا جائے اور حاسدین یا منافقین کی کوئی شرارت کبھی اس تعلق میں کوئی رخنہ نہ ڈال سکے۔ (آمین)“

(نورالدین جرمنی۔ شمارہ نمبر ۳۔ ۲۰۰۷ء صفحہ ۴)

مصنوعی ذہانت کے فوائد اور نقصانات

مکرمہ آمنہ خالد پرویز، نیشنل سیکرٹری خدمت خلق عاملہ ناصرات ، مجلس 93A

مترجم مکرمہ خدیجہ خان

مصنوعی ذہانت، ایک انقلاب جو مختلف پہلوؤں سے عبارت ہے۔ آج کل یہ ٹیکنالوجی کی ترقی کے مرکز میں ہے اور اس نے ہماری زندگی کے کئی پہلوؤں کو بدل دیا ہے۔ اسے انسانوں کے ذہنی عملوں کو نقل کرنے کی مشینوں کی صلاحیت کے طور پر تعریف کی جاتی ہے، جیسے کہ سیکھنا، مسائل کو حل کرنا اور فیصلے کرنا۔ لیکن جیسے ہر نئی ایجاد کے ساتھ ہوتا ہے، مصنوعی ذہانت کے اچھے اور برے پہلو بھی ہیں۔

مصنوعی ذہانت کے مثبت پہلو

سب سے پہلے، مصنوعی ذہانت کے مثبت پہلو۔ اس نے کئی شعبوں میں نمایاں بہتری لائی ہے۔ صحت کے شعبے میں یہ بیماریوں کی تشخیص کو زیادہ تیز اور درست بناتی ہے، طبی ڈیٹا کے تجزیے کی بدولت۔ یہ کاروباروں میں دہرائے جانے والے کاموں کو بھی آسان بناتی ہے، جس سے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے اور لاگت کم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ، مصنوعی ذہانت ہماری روزمرہ زندگی کو زیادہ آسان بناتی ہے، جیسے آواز سے چلنے والے اسسٹنٹس یا ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر ذاتی نوعیت کی سفارشات کے ذریعے۔

مصنوعی ذہانت کے منفی پہلو

اب، مصنوعی ذہانت کے منفی پہلو۔ تاہم، مصنوعی ذہانت اہم چیلنجز بھی پیش کرتی ہے۔ اخلاقی طور پر، اس کا استعمال امتیازی رجحانات کو جنم دے سکتا ہے اگر تربیتی ڈیٹا منصفانہ نہ ہو۔ ورک فورس میں، بڑھتی ہوئی خودکاری کچھ شعبوں میں ملازمتوں کے نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔ آخرکار، پرائیویسی کا مسئلہ بھی بہت اہم ہے کیونکہ مصنوعی ذہانت اکثر ذاتی ڈیٹا کے بڑے پیمانے پر جمع کرنے پر انحصار کرتی ہے، جو افراد کی سیکیورٹی کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔

ایک توازن تلاش کرنا

تاکہ مصنوعی ذہانت ایک ایسا اوزار بن سکے جو سب کے فائدے میں ہو، اس کے لیے ضروری ہے کہ قانونی اور اخلاقی ڈھانچے مضبوط بنائے جائیں اور ایسی تعلیم میں سرمایہ کاری کی جائے جو شہریوں کو اس تبدیلی کے لیے تیار کرے۔ ایجاد اور ذمہ داری کے درمیان توازن قائم کرکے، مصنوعی ذہانت ایک طاقتور ہتھیار بن سکتی ہے بہتر مستقبل کے لیے۔

اسلامی نقطہ نظر سے مصنوعی ذہانت

اسلام میں ٹیکنالوجی، بشمول مصنوعی ذہانت، ایک نعمت سمجھی جاتی ہے بشرطیکہ یہ انسانیت کے فائدے کے لیے استعمال ہو۔ اللہ نے انسان کو ایجاد اور اختراع کی صلاحیت دی ہے، لیکن اس صلاحیت کو ذمہ داری اور اخلاق کے ساتھ استعمال کرنا ضروری ہے۔ اس طرح، مصنوعی ذہانت ایک ایسا ذریعہ بن سکتی ہے جس سے کاموں کو آسان بنایا جا سکے، بیماریوں کا علاج کیا جا سکے یا سماجی مسائل کو حل کیا جا سکے، جو اسلامی مقصد کے مطابق ہے کہ ہم اجتماعی بھلائی کے لیے کام کریں۔ تاہم، اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ حدود کا تجاوز کیا جائے۔

مزید برآں، اسلام یہ سکھاتا ہے کہ انسان اللہ کی خاص تخلیق ہے، اور کوئی بھی مشین انسان کی اصل کو نقل یا تبدیل نہیں کر سکتی۔ آخرکار، اسلام یہ سکھاتا ہے کہ انسان اپنی نیتوں اور اعمال پر قیامت کے دن جوابدہ ہوگا۔ مصنوعی ذہانت چونکہ ایک اوزار ہے، اس کی تخلیق اور استعمال کو ہمیشہ نیک نیتوں کے تحت ہونا چاہیے تاکہ اچھائی کی خدمت کی جا سکے، جیسا کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہے۔ اخلاقی ذمہ داری ہمیشہ ان لوگوں کے ہاتھوں میں رہتی ہے جو ان ٹیکنالوجیز کو ڈیزائن کرتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں۔ مصنوعی ذہانت، جیسے کہ ہر دوسری ایجاد، فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے اگر یہ اسلامی اقدار جیسے عدل، ہمدردی اور تخلیق کے لیے ذمہ داری کے احترام کے ساتھ استعمال کی جائے۔

ذرائع :

https://www.ibm.com/fr-fr/think/insights/artificial-intelligence-advantages-disadvantages
https://www.zdnet.fr/pratique/thique-de-l-ia-tout-comprendre-aux-avantages-et-aux-risques-de-l-intelligence-artificielle-39921995.htm
https://actualite.cd/2024/08/10/apprentissage-numerique-lere-de-lintelligence-artificielle-avantages-inconvenients-et#google_vignette

عمرہ: ایک روحانی سفر

مکرمہ خدیجہ خان صاحبہ، مجلس 93B

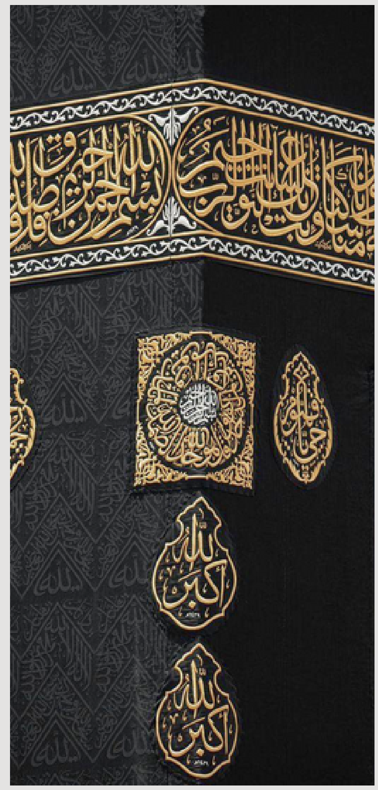

زندگی کے نشیب و فراز انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتے ہیں، اور وہ سکون کی تلاش میں اللہ کے گھر جانے کی دعا کرتا ہے۔ جب قرآن و حدیث میں بیت اللہ اور روضۂ رسول ﷺ کی فضیلت پڑھتا ہے، تو دل میں ایک بے قرار تڑپ جنم لیتی ہے۔ یہ محبت، جو بچپن سے دل میں بسی ہوتی ہے، وقت کے ساتھ شدید تر ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ انسان کی روح خانہ کعبہ کی حاضری کے لیے بے چین ہو جاتی ہے۔

یہ ایک ایسا سفر ہے جہاں بندہ اپنے رب کے قریب ہونے کی تمنا کرتا ہے، گناہوں سے معافی اور نیکیوں میں اضافے کی دعا مانگتا ہے۔ جب یہ تمام خواہشیں شدت اختیار کر لیں اور راستے کی مالی و کاغذی رکاوٹیں بھی ختم ہو جائیں، تو پھر دل بے قرار ہو جاتا ہے۔ بس اسی تڑپ، اسی پکار کے نتیجے میں ہم نے اللہ کے فضل و کرم سے عمرہ کرنے کا عزم کیا، اور دیکھتے ہی دیکھتے اللہ نے راستے آسان کر دیے۔

اللہ نے ہمیں اپنے کرم سے نوازا، اور مجھے اپنے خاوند اور تین بچوں کے ساتھ عمرہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ!

سفر کا آغاز

ہم نے ۲۹ دسمبر ۲۰۲۴ کی شام کو اپنے مقدس سفر کا آغاز کیا۔ ترکی کے ہوائی اڈے پر ۸ گھنٹہ ۳۰ منٹ کے قیام کے بعد، ہم سعودی عرب کے لیے روانہ ہوئے۔ ۳۰ دسمبر کی صبح ۴ بج کر ۳۰ منٹ پر جب جدہ ہوائی اڈے پر قدم رکھا، تو دل کی کیفیت ہی بدل چکی تھی جیسے ایک دیرینہ خواب حقیقت میں ڈھل چکا ہو۔

ہوائی اڈے پر کاغذی کارروائی مکمل کرنے کے بعد، ہم نے وہیں فجر کی نماز ادا کی۔ جیسے ہی سجدے میں گئے، دل کی گہرائیوں سے یہی دعا نکل رہی تھی:

"یا اللہ! اپنا گھر دیکھنے کی سعادت عطا فرما!"

اللہ کا خاص کرم

اس وقت میرے خاوند کو شدید بخار تھا، اس لیے ہم نے پہلے ہوٹل جا کر کچھ دیر آرام کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ دوا لے کر سو گئے، اور جب نیند سے بیدار ہوئے تو حیرت انگیز طور پر خود کو بالکل تندرست محسوس کر رہے تھے جیسے کسی غیبی طاقت نے مدد کی ہو، جیسے اللہ نے ہمارے لیے راستہ آسان کر دیا ہو۔

اسی دن شام کو، ہم نے اپنا پہلا عمرہ ادا کرنے کا ارادہ کر لیا۔ جیسے جیسے ہمارے قدم مسجد الحرام کی طرف بڑھ رہے تھے، دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ ہر قدم کے ساتھ جذبات کی شدت بڑھ رہی تھی۔ دل میں ایک ہی سوال گونج رہا تھا: "کب ہماری نظریں بیت اللہ کے حسین نظارے سے منور ہوں گی؟"

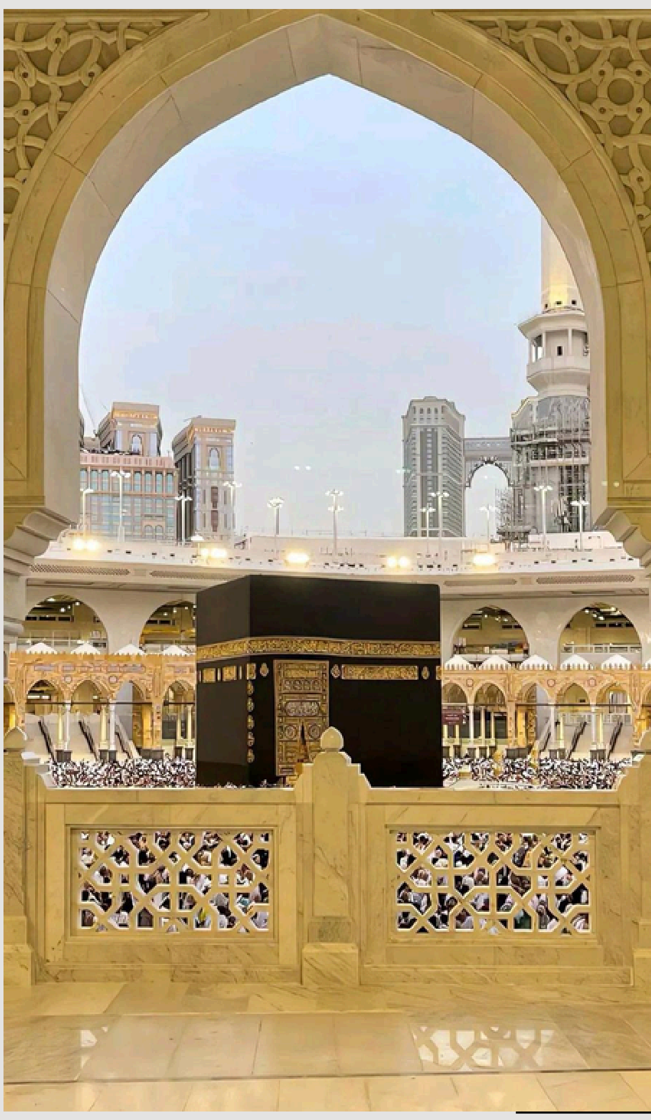

پہلی نظر: وہ لمحہ جو ہمیشہ کے لیے دل میں بس گیا

ہم آگے بڑھتے جا رہے تھے، شوق و عقیدت کی ایک لہر ہمیں اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔ اور پھر... جیسے ہی پہلی بار نظریں بیت اللہ پر پڑیں، تو دل کی دنیا جیسے تھم گئی ہو۔

آنکھوں میں حیرت، دل میں سکون، اور روح میں ایک عجیب سرشاری محسوس ہو رہی تھی۔ ایسا لگا جیسے پورا جسم ہلکا ہو گیا ہو، جیسے ہم کھوئے ہوئے مسافر آخر کار اپنے اصل گھر پہنچ گئے ہوں۔ آنسو بے اختیار بہنے لگے، دل تیزی سے دھڑکنے لگا، اور زبان پر دعائیں خود بخود جاری ہو گئیں۔

وہ لمحہ ایسا تھا جیسے وقت رک گیا ہو۔ دنیا کی تمام فکریں مٹ چکی تھیں، اور ہم مکمل طور پر اللہ کے قریب ہو چکے تھے۔ زبان پر بس ایک ہی کلمات جاری تھے:

"اللہُ اکبر... اللہُ اکبر... اللہُ اکبر!"

بیت اللہ کو تکتے رہے، جیسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی اللہ کے گھر کے سامنے کھڑے ہیں۔

معجزانہ طور پر کعبہ کے قریب پہنچنے کی سعادت

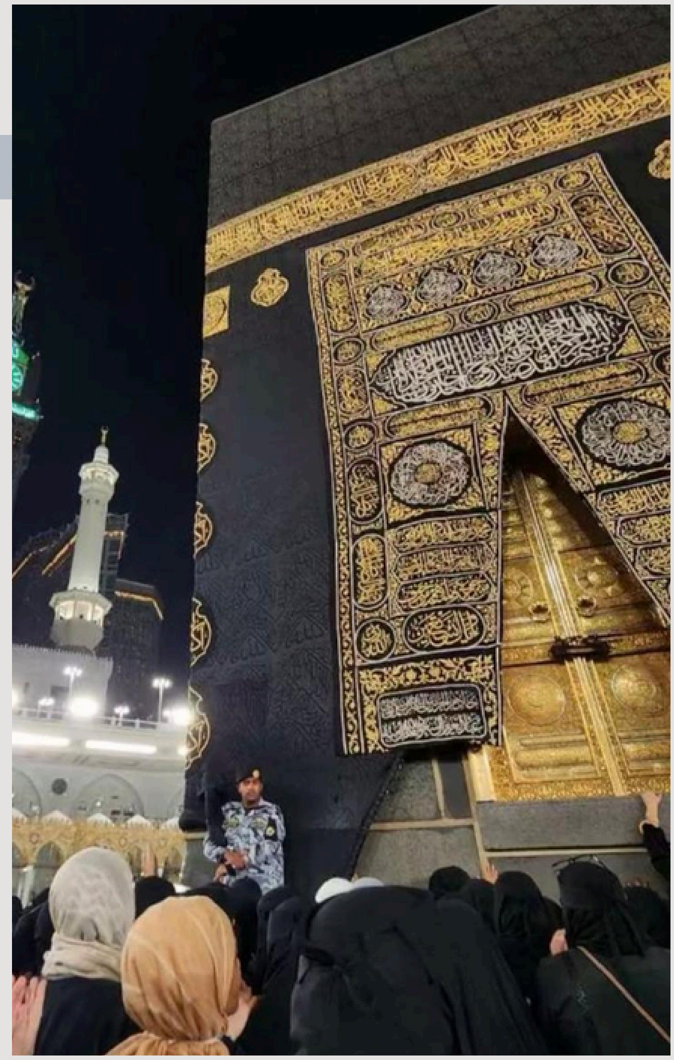

طواف کا آغاز کیا تو دل کی کیفیت بیان سے باہر تھی۔ ہر چکر کے ساتھ دل مزید نرم پڑتا جا رہا تھا۔ دعا، تسبیح، استغفار، آنسو... سب کچھ ایک ساتھ چل رہا تھا۔

ہم رش کی وجہ سے کعبہ کے قریب پہنچنے کی امید نہیں رکھتے تھے۔ لیکن اللہ نے ایسا کرم کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ہم بھیڑ کے درمیان ایک راستہ بنتے دیکھ رہے تھے۔ جیسے کوئی غیبی طاقت ہمیں قریب بلا رہی ہو۔

اور پھر، وہ لمحہ آ گیا جب ہم خانہ کعبہ کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ ہاتھ بڑھایا اور اپنے رب کے گھر کو چھو لیا۔ جیسے ہی ہاتھ کعبہ کی دیوار سے لگے، ایک ناقابلِ بیان کیفیت نے روح کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ایسا لگا جیسے دل کے تمام بوجھ ہلکے ہو گئے ہوں، جیسے اللہ کے قرب کا احساس جسم و جان میں اتر گیا ہو۔

ہاتھوں سے بیت اللہ کو چھونے کی دیر تھی کہ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب اُمڈ آیا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دل کے تمام درد، ساری تکلیفیں، ساری دعائیں، سب کچھ اللہ کی بارگاہ میں پہنچ رہا ہو۔

یہ لمحہ ایسا تھا کہ دنیا کی ہر چیز بھول چکے تھے۔ ہمارے اردگرد ہزاروں لوگ تھے، لیکن ہمیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ہم اور ہمارا رب تنہا ہیں۔ یہ ایک معجزہ تھا ہمارے لیے، ہمارے ایمان کے لیے، ہماری روح کے لیے۔

قبولیت کی گھڑیاں

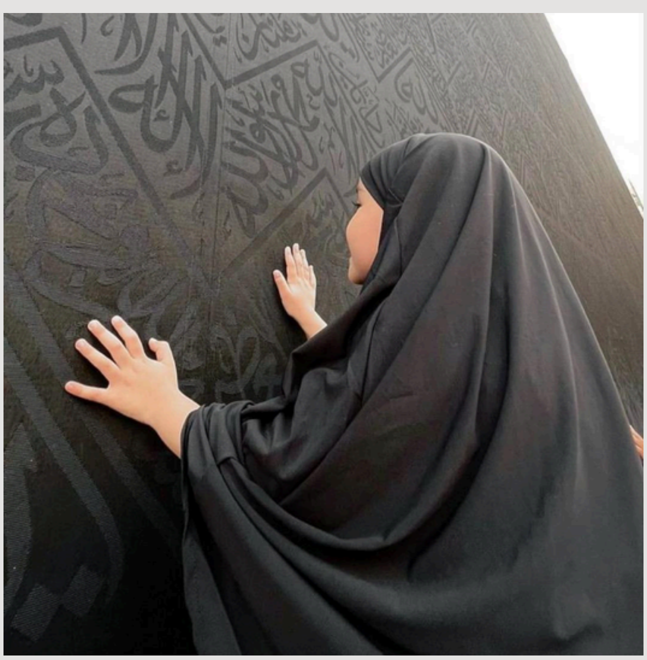

یہ وہ مقام ہوتا ہے جہاں ہر دعا قبول ہونے کا یقین ہوتا ہے، جہاں ہر حسرت، ہر دکھ اور ہر خوشی ایک التجا میں بدل جاتی ہے۔ آنکھیں جھکی ہوتی ہیں، مگر دل بلند ہو چکا ہوتا ہے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے روح نے وہ قرار پا لیا ہے جس کی وہ صدیوں سے متلاشی تھی۔

الحمدللہ، یہ وہ لمحات تھے جنھوں نے ہماری زندگی بدل دی۔

مدینہ منورہ کی جانب سفر

مکہ مکرمہ میں چار دن قیام کے دوران ہم نے عمرہ ادا کیا اور مختلف مقدس مقامات کی زیارت کی۔ روحانی سرشاری میں گزرنے والے ان بابرکت دنوں کے بعد ہماری اگلی منزل مدینہ منورہ تھی– وہ شہر جسے اللہ کے محبوب نبی ﷺ نے اپنی ہجرت کے بعد اپنا مسکن بنایا، وہ جگہ جہاں آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام گزارے۔

۲ جنوری کی رات، ہم ٹیکسی کے ذریعے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے۔ سفر کے دوران دل میں ایک عجب کیفیت تھی، خوشی، اشتیاق، اور عقیدت کے ملے جلے جذبات۔ جیسے جیسے ہم مدینہ کے قریب پہنچ رہے تھے، دل مزید نرم ہوتا جارہا تھا۔

چونکہ رات کا وقت تھا، اس لیے ہم سیدھے ہوٹل گئے اور آرام کیا۔ اللہ کا خاص کرم تھا کہ ہمارا ہوٹل مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا۔

مسجد نبوی میں پہلی حاضری

اگلی صبح جب ہم مسجد نبوی کی طرف روانہ ہوئے، تو دل ایک بار پھر بے قابو ہو رہا تھا۔ جیسے ہی مسجد کے دروازے پر پہنچے اور پہلی بار گنبد خضریٰ پر نظر پڑی، دل کی کیفیت ہی بدل گئی۔ آنکھوں میں عقیدت کے آنسو، زبان پر درود شریف کے الفاظ، اور روح میں بے انتہا سکون تھا۔

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ وآلِ محمّد

یہ وہ مقام تھا جہاں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری سال گزارے، جہاں آپ ﷺ نے اپنی امت کے لیے راتوں کو آنسو بہائے، دعائیں کیں، اور جہاں آپ ﷺ کی مبارک قبر موجود ہے۔ یہ سوچ کر دل مزید جذباتی ہو گیا کہ تب کا مدینہ کیسا ہوگا؟ وہ دن جب رسول اللہ ﷺ ان گلیوں میں چلتے ہوں گے، جب آپ ﷺ کے صحابہ یہاں اکٹھے ہوتے ہوں گے، جب اذان کی آواز براہِ راست آپ ﷺ کے کانوں میں پڑتی ہوگی...

یہ سب خیالات دل میں ایک عجیب کیفیت پیدا کر رہے تھے۔ مسجد نبوی کے صحن میں قدم رکھتے ہی ایسا لگا جیسے پورا شہر برکت اور نور سے لبریز ہو، جیسے یہاں کی ہوا بھی ہمیں رسول اللہ ﷺ کی محبت میں بھیگ جانے کی دعوت دے رہی ہو۔ یہ سفر نہ صرف ایک جسمانی حاضری تھی بلکہ روحانی تجدید کا ایک ایسا لمحہ تھا جو ہمیشہ کے لیے دل میں نقش ہو گیا۔

روضۂ رسول ﷺ پر سلام: ایک ناقابلِ بیان لمحہ

مسجد نبوی میں داخل ہونے کے بعد دل کی کیفیت ہی بدل چکی تھی۔ ہر قدم پر سکون اور عاجزی بڑھ رہی تھی، اور زبان پر درود شریف خود بخود جاری تھا:

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد ، کما صلیت علیٰ ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم ، انک حمید مجید

دل میں ایک بے قراری تھی، ایک عجیب سی تڑپ... وہ لمحہ قریب آ رہا تھا جس کی حسرت دل میں برسوں سے پل رہی تھی۔

روضۂ رسول ﷺ پر سلام پیش کرنے کی سعادت!

روضۂ رسول ﷺ پر حاضری ہر مسلمان کی دلی خواہش ہوتی ہے۔ مردوں اور خواتین کے لیے سلام پیش کرنے کے اوقات علیحدہ مقرر تھے۔ دن میں عصر کی نماز کے بعد میرے شوہر ہمارے دو بڑے بچوں کے ساتھ روضۂ رسول ﷺ پر سلام پیش کرنے گئے، لیکن اس وقت مجھے خواتین کے لیے مخصوص وقت کا علم نہیں تھا۔ بعد میں ہم نے ایک خادم سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ خواتین کے لیے عشاء کی نماز کے بعد دروازہ نمبر ۲۱ سے سلام پیش کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے بھی عشاء کے بعد جانے کا ارادہ کیا۔ چونکہ خواتین کے لیے زیارت کا وقت محدود ہوتا ہے، اس لیے وہاں زائرین کا بے حد رش تھا۔ خواتین کے لیے سلام کا راستہ مردوں سے مختلف تھا، اور ہمیں سبز و سنہری جالیوں کے قریب جانے کی اجازت نہیں تھی۔ تاہم، اس مقدس مقام کے قریب پہنچ کر درود و سلام پیش کرنے کی سعادت نصیب ہونا ایک ناقابلِ بیان روحانی تجربہ تھا، جو ہمیشہ دل میں تازہ رہے گا۔

جب روضۂ رسول کے قریب پہنچے، تو آنکھیں اشک بار ہو گئیں، دل بے اختیار دھڑکنے لگا، اور روح پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ وہ لمحہ، جب قدم خود بخود آہستہ ہو جاتے ہیں۔

جسم کانپ رہا تھا، ہاتھ لرز رہے تھے، اور آنسو بے اختیار بہہ رہے تھے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں اللہ کے محبوب نبی ﷺ آرام فرما رہے تھے، وہی مقام جہاں جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تھے۔

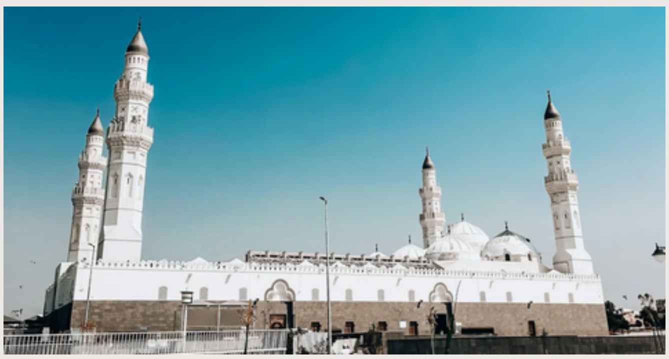

مدینہ منورہ میں ہمیں دیگر مقدس مقامات کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مسجدِ قباء میں جو سکون اور روحانی کیف محسوس ہوا، اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ اللہ نے وہاں نوافل ادا کرنے کی سعادت عطا کی، اور دل کی گہرائیوں سے شکر ادا کیا۔

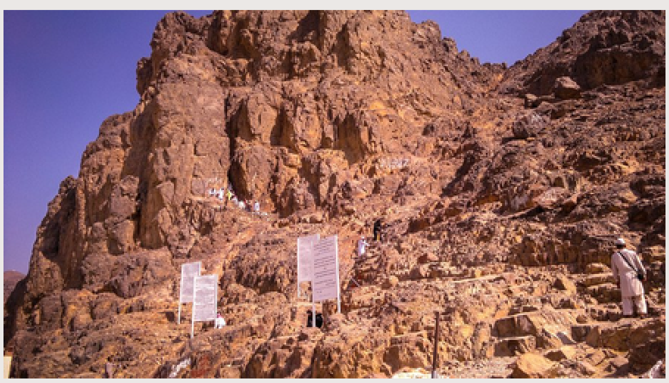

غزوۂ اُحد کے مقام پر پہنچے تو ایسا محسوس ہوا جیسے جنگ کے مناظر آنکھوں کے سامنے زندہ ہو گئے ہوں۔ شہدائے اُحد کے قبرستان پر حاضری کے دوران دل کی کیفیت الفاظ سے ماورا تھی۔ یہی وہ مقام تھا جہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیارے چچا، سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے آنسو بہائے۔ وہ لمحہ کیسا کربناک ہو گا جب مسلمانوں نے اپنے عزیز ساتھیوں کی جدائی کا صدمہ سہا ہو گا۔ اس پہاڑی پر چڑھتے ہوئے، جہاں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو مورچہ سنبھالنے کا حکم دیا تھا، دل بوجھل اور قدم لرزاں تھے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے تاریخ کی گونج سنائی دے رہی ہو۔ اُحد کے پہاڑ کو الوداع کہنے کے بعد دیگر مقدس مقامات کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے، دل پر ایک گہرا اثر چھوڑے ہوئے۔

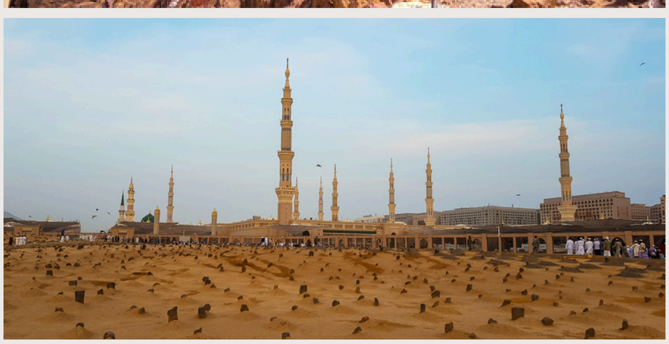

مدینہ میں ہماری آخری رات آچکی تھی۔

عشاء کی نماز کے لیے جب مسجد نبوی پہنچے، تو دل میں ایک عجیب سی اداسی چھا گئی۔ اس حقیقت کا احساس شدت اختیار کر گیا کہ یہ اس مقدس مسجد میں ہماری آخری نماز ہے۔ کم از کم اس سفر میں!

نماز کے دوران ہر سجدہ، ہر دعا، ہر لمحہ خاص لگ رہا تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے دل یہ سمجھ چکا ہو کہ یہ آخری ملاقات ہے، اور وہ اپنے رب کے حضور مزید عاجزی اور گڑگڑاہٹ سے جھک رہا تھا۔

جب سلام پھیرا، تو دل کی کیفیت بیان سے باہر تھی۔ آنکھوں میں نمی، دل میں عجیب سا بوجھ، اور روح پر ایک ناقابلِ بیان اداسی تھی۔ کچھ دیر وہیں بیٹھے رہے، مسجد کی ہر دیوار کو، ہر ستون کو، اس پاکیزہ ماحول کو دل میں بسا لینے کی کوشش کرتے رہے۔

مدینہ منورہ میں گزارے گئے یہ چند دن کسی خواب سے کم نہ تھے۔ مسجد نبوی میں ہر لمحہ سکون اور برکتوں سے بھرپور تھا۔ دل بار بار یہی دعا کر رہا تھا کہ وقت یہیں رک جائے، اور ہم ہمیشہ کے لیے اس مبارک سرزمین کا حصہ بن جائیں۔ مگر ہر زیارت کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے، اور ہمیں بھی الوداع کہنا تھا۔

پھر آہستہ آہستہ مسجد نبوی سے باہر نکلے، قدم رک رک کر اُٹھ رہے تھے، نظریں بار بار پلٹ کر گنبد خضریٰ کو دیکھ رہی تھیں، اور دل میں ایک عجیب کشمکش تھی۔

اس کے بعد ہم نے بازار کا رخ کیا اور اپنے پیاروں کے لیئے کچھ تبرکات کی خریداری کی۔ ہوٹل واپس آئے، لیکن دل مسجد نبوی ہی میں رہ گیا تھا۔ مدینہ کی پاکیزہ فضا، وہ گلیاں، وہ ہوائیں، سب کو چھوڑنا آسان نہیں تھا۔

یہ وہ لمحے تھے جنہیں الفاظ میں مکمل بیان کرنا ممکن نہیں... بس دل کی دعا ہے کہ یہ جدائی عارضی ہو، اور اللہ ہمیں بار بار مدینہ کی حاضری نصیب کرے۔ آمین!

حضرت خلیفہ الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ملائکہ سے فیوض حاصل کرنے کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلفاء سے مخلصانہ تعلق قائم رکھا جائے اور ان کی اطاعت کی جائے۔۔۔ یہاڑ یہ دعویٰ کرے کہ وہ خدا کی طاقت کے ساتھ کھڑا ہے تو یہ نبوت کی ہی پیش گوئی ہے کہ تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نئے دل ملیں گے جن میں سکینت کا نزول ہوگا اور خدا تعالیٰ کے ملائکہ ان دلوں کو اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ گویا ملائکہ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے نتیجہ میں تمہارے میں ایک تغیر عظیم واقع ہو جائے گا تمہاری ہمتیں بلند ہو جائیں گی۔ تمہارے ایمان اور یقین میں اضافہ ہو جائے گا۔ ملائکہ تمہارے تائید کرنے والے ہو جائیں گے اور تمہارے دلوں میں استقامت اور قربانی کی روح پھونکتے رہیں گے پس سچے خلفاء سے تعلق رکھنا ملائکہ سے تعلق پیدا کرتا ہے اور انسان کو انوار الٰہیہ کا مھبط بنا دیتا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۳۲-۱۳۱)

ناصرات
اردو سیکشن

اللہ میاں کا خط جو میرے نام آیا

”وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ “(النحل: ۳۷)

ترجمہ: ”اور یقیناً ہم نے ہر اُمّت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے اجتناب کرو۔“

حدیث مبارکہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

اوپر والا ہاتھ تو وہی ہے جو خرچ کر رہا ہو اور نیچے والا ہاتھ وہ ہے جو سوال کر رہا ہو۔“

(صیح البخاری کتاب الزکاۃ باب لا صدقۃ الا عن ظھر غنی حدیث ۱۴۲۹)

ناصرات الاحمدیہ کا سلوگن

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز مؤرخہ ۲ جنوری ۲۰۲۱ کو نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے ساتھ ایک آن لائن ملاقات میں ناصرات الاحمدیہ کو اس سلوگن سے نوازا:

“Modesty is part of Faith”

جو ترجمہ ہے آنحضور ﷺ کے اس ارشاد کا

” الْحَیَآءَ مِنَ الْاِیْمَانِ

کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔

اس بات کا ایک احمدی بچی کو ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے۔“

(بچوں کا الفضل شمارہ ۱۶ نومبر ۲۰۲۴)

ادب آداب

- تو مہذب اور باتمیز انسان بننے کی کوشش کر۔
- تو ملاقات کے وقت سلام کرنے میں پہل کر۔
- تو اپنے گھر اور کمرے کی چیزوں کو باترتیب اور سلیقہ سے رکھ۔
- تو اپنی جوتی زمین پر گھسیٹ کر یا رگڑ کر نہ چل۔
- تو سیٹی بجانے کی عادت نہ ڈال۔

ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں

ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں
رسولِ پاکِ مصطفیٰ ﷺ کی دل سے خادمات ہیں
ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں
ہے جس کی ہاتھ خیر وشر، بنائے جس نے بحروبر
اسی پہ اپنی ہے نظر ہم اس کی عابدات ہیں
ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں
خدائے پاک کی قسم! اُٹھا کے دین کا عَلم
بڑھیں گی جو قدم قدم ہمیں وہ مومنات ہیں
ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں
ہمارا جذبۂ جواں بسائے گا نیا جہاں
ابھی تو ہم ہیں بچیاں ابھی تو طالبات ہیں
ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں
بلند اپنے حوصلے کٹھن ہیں گرچہ مرحلے
ہمارے پاک ولولے جمالِ کائنات ہیں
ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں
طویل ہے اگر سفر تو کچھ نہیں ہمیں خطر
خدا ہے ضامن ظفر کہ ہم مجاہدات ہیں
ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں

(منظوم کلام حضرت مولانا ظفر محمد ظفر-ماہنامہ مصباح مارچ ۱۹۸۱ صفحہ ۶ بحوالہ کلامِ ظفر صفحہ ۱۴۲-۱۴۳)

پہیلیاں

گرچہ وضو کرتا نہیں دیتا ہے اذانیں
کیا نام ہے اُس شوخ کا بتلاؤ تو جانیں

جواب: مرغ

چھوڑو مت تم اس کا ہاتھ
لے لو اس کو ہاتھوں ہاتھ
چپکے چپکے عرش پہ جائے
تحفے لے کر فرش پر آئے

جواب: دعا

ایک سمندر تیس جزیرے
بکھرے ان میں موتی ہیرے
جو بھی ان کی سیر کو جائے
مفت میں موتی ہیرے پائے

جواب: رمضان مہینہ

دنیا میں ہے ایک خزانہ
اس کا مالک بڑا سیانہ
اس کو ہاتھوں ہاتھ لٹائے
پر دولت بڑھتی ہی جائے

جواب: علم

دن کا ساتھی ساتھ ہی آیا
رات کو اکثر غائب پایا

جواب: سایہ

9 ت	8 ب	7 ل	6 پ	5 ش	4 ن	3 ی	2 و	1 ج
س	ی	پ	ہ	ن	ف	س	ل	10 م
پ	ت	و	پ	و	ش	ن	س	11 ط
و	ا	ر	ک	ر	ا	ب	م	12 د
ے	ل	ف	ش	ئ	د	م	ہ	13 ط
م	ع	ت	ن	ہ	ع	ی	د	14 پ
ء	ا	ط	ع	ل	ا	ت	ی	15 ب
و	ف	ع	ن	س	د	ی	ہ	16 پ
س	ی	ک	ت	ی	ن	ت	ہ	17 پ
ھ	ت	ش	ب	س	ب	ن	م	18 ل

الفاظ تلاش کریں

فرانس میں جماعت احمدیہ کا مشن ہاؤس:
بیت العافیت

فرانس میں جماعت احمدیہ کی مساجد:
نور, مہدی, مبارک

فرانس میں جماعت احمدیہ کا جلسہ گاہ:
بیت العطاء

کیا آپ کو پتہ ہے؟

پیارے بچو! کیا آپ کو پتہ ہے کہ ہم جمائی کیوں لیتے ہیں؟

یادرکھیں کہ اگر کسی چیز کا فائدہ ہے تو اس کا نقصان بھی ہوتا ہے۔ جمائی لینے کا عمل از خود رونما ہوتا ہے۔ اس کے لئے کوشش نہیں کرنا پڑتی۔ یہ ایک اضطراری عمل ہوتا ہے جو ہمارے پھیپھڑوں میں آکسیجن کو پرزور طریقے سے داخل کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے ماحول میں آکسیجن کی کمی یا پھر دیر تک گہرے سانس نہ لینے کے سبب عام طور پر تھکن یا پھر دباؤ میں رہنا ہوتا ہے۔

بعض اوقات ہم زیادہ تک غیر فعال یعنی فارغ بیٹھے رہتے ہیں۔ یہ صورتحال بھی ضرورت کے مطابق آکسیجن کی ترسیل کو ممکن ہیں رہنے دیتی۔ جب جون میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار بڑھ جاتی ہے تو جسم کا فطری نظام جمائی لینے کا عمل پیدا کر دیتا ہے۔ اس عمل میں ہمارا منہ بہت زیادہ کھل جاتا ہے۔ زیادہ منہ کھلنے سے زیادہ ہوا پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے اور بھرپور مقدار میں آکسیجن ملنے سے اِضمحلال یعنی کمزوری یا سُستی اور تھکن دُور ہو جاتی ہے

جمائی کی وجہ تو ہم نے جان لی مگر دیکھتے ہیں کہ اسلام کی اس بارے میں کیا تعلیم ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جمائی شیطان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لیے جب تم سے کوئی جمائی لے تو جہاں تک ہو سکے چاہئے کہ وہ اس کو روکے۔ کیونکہ جب تم میں سے کوئی (جمائی لیتے وقت) ہاہا کی آواز نکالتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

(صحیح البخاری کِتَاب بَدْءِ الْخَلْقِ بَابُ صِفَةِ اِبْلِیسَ وَجُنُودِہِ)

اور یہ بات آداب میں شامل ہے کہ جب کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنے ہاتھ کا پچھلا حصہ منہ پر رکھے یا بازو میں اپنا منہ دبا لے۔

(خلیق احمد بشیر - جرمنی - الفضل)

قرآن کوئز

سورۃ الفاتحہ کے پانچ دیگر نام بتائیں؟

جواب: فاتحہ الکتاب، امّ قرآن، نور، رقیۃ الشفاء، سبع مثانی

سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ کے کونسے ذاتی نام مذکور ہیں؟

جواب: ربّ، رحمان، رحیم، مالک یوم الدین

نئی صدی کا عظیم عہد

۲۷ مئی ۲۰۰۸ء، جو خلافتِ احمدیہ کے سو سال مکمل ہونے کی تاریخ تھی، حضورِ انور، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے جماعت کے افراد سے عہدِ بیعت لیا۔ اس بیعت کے الفاظ ذیل میں بطور یاد دہانی پیش کیے جا رہے ہیں تاکہ ہم سب کے لیے تازگی ایمان کا باعث ہوں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

"میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔"

آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی تم کمالات کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اسلام اور جماعت احمدیہ کے اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے ہر ملک میں پہنچانے کے لئے خلافت احمدیہ کے ذریعہ ہمیں ایک زبردست نظام عطا فرمایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو ایک زبردست ڈھال دی ہے جس کے ذریعہ ہم دین کو دنیا پر غالب کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کیلئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہراتا رہے۔

اے خدا! تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اللّٰهُمَّ آمِيْن   اللّٰهُمَّ آمِيْن   اللّٰهُمَّ آمِيْن